لا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین — القرآن الحکیم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۱ — کلکتہ: چہارشنبہ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲

Calcutta: Wednesday, March 19, 1913.

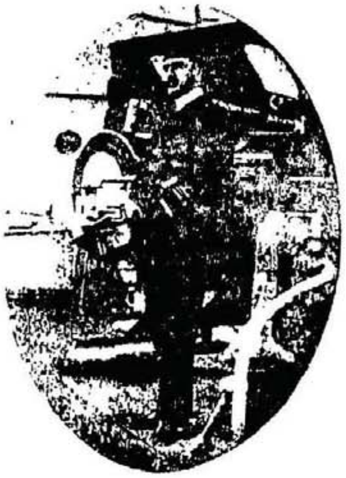

فی پرچہ — ساڑھے تین آنہ

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor :

Abul Kalam Azad.

7-1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly " " 4-12.

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدير مسئول و محرر خصوصي

احمد المكني بابي الكلام الدهلوي

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکته

عنوان تلغراف

« الهلال »

قيمت

سالانه ۸ روپيه

ششماهي ٤ روپيه ١٢ آنه

جلد ٢ — کلکته : چهارشنبه ١٠ ربيع الثاني ١٣٣١ هجري — نمبر ١١

Calcutta : Wednesday, March 19, 1913.

فهرس

— * —

شذرات ١

افکار و حوادث ٢

مقالهٔ افتتاحيه

اسئلة و اجوبتها

خليفه مامون الرشيد عباسي ٣

انجمن هلال احمر کي رسيد .

مظالم بلقان

تلخيص جرايد عثمانيه

مقالات

وثايق و حقايق

ديدهٔ اعتبار ٩

انتقاد

مطبوعات اردو ١١

ترجمه تفسير کبير اردو جلد اول ١٣

فکاهات

يونيورسٹي فونڈيشن کميٹي کا اجلاس لکهنؤ ١٢

سوڈ ايل سلف گورنمنٹ ١٢

"حبل الله" اور "جوش محمد"

مذاکرهٔ علميه

قطب جنوبي (کپتان رابرٹ اسکاٹ) ١٣

مراسلات

ترکوں کي مالي امداد ١٦

فهرست زر اعانه دولت عليه اسلاميه ١٦

تصاوير

— * —

"حميديه" جهاز کا کپتان خيري بک - (ٹائيٹل پيج)

جديد وزارت کا مرقع - (صفحه خاص)

نصرت غيبي (ايڈريا نوپل) "

شهيد راه کشف و علم پرستي (کپتان اسکاٹ) "

ايضاً "

شذرات

—:○:(*):○:—

" ایک شکسته دل مسلمان "

—:*:—

مندرجهٔ صدر دستخط سے آپکا خط پهنچا - آپنے جن امور کو لکها هے ' وہ مدت سے خود اس عاجز کے پيش نظر هيں ' اور اپنے کاموں ميں مصروف هوں - بعض اسباب کي فراهمي کا انتظار ' اور مقاصد مهمه پيش نظر ' والا مر بيده سبحانه ' انه سميع مجيب الدعوات -

تعجب هے کہ آپ نے اپنا نام اور پته نهيں لکها ؟ بهتر هے کہ خط و کتابت کا سلسله جاري کيجيے - (ابو الکلام)

هفتهٔ جنگ جنگ کي صرف خبر گو مختصر مگر پر معني هے - ايڈريا نوپل کي نسبت پال مال گزٹ کا بيان هے :

" صوفيا سے لندن ميں ايک پرائيوٹ تار اس مضمون کا موصول هوا کہ سخت جنگ کے بعد بلغاريوں نے قلعه (هتنثر يلا) پر مع ۴ - سو آدميوں کے قبضه کرليا هے اور عنقريب خاص ايڈريا نوپل ميں داخله کي اميد هے " -

مگر بلغاري سرکاري محکمه اطلاع خاموش هے - ايسي گرانقدر و پر اميد فتح کے موقع پر خاموشي کے کيا معنے ؟

١٠ - هزار سروي مع ۴٠ - توپوں کے سقوطري پهنچگئے هيں اور شرنک گرائے جا رهے هيں -

١١ - کو بلير ميں سخت جنگ هوئي - عثماني فوج نے معتاد شجاعت سے مقابله کيا اور عثماني جنگي جهازوں نے مدد دي -

١٧ - فروري سے حميديه روپوش تها - مگر ١١ - کو ظاهر هوا - سقوطري سے ٧٠ - ميل کے فاصلهٔ پر دُرازه کے سربي لشکر گاه پر گوله باري کي - رويٹر کا بيان هے کہ کوئي شديد نقصان نهيں هوا - مگر اس بارے ميں همارا خاص تار ناظرين پڑهچکے هيں ' اور اب بمبئي کے عثماني قونصل کو حسب ذيل اطلاع پهنچي هے :

"حمیدیہ نے پہلے سرویں لشکر گاہ پر درازو میں گولہ باری کی - اسکے بعد سینٹ جان اور میڈوا پر آتش افشانی کرتا رہا - دشمنوں نے بڑی بڑی توپوں سے مقابلہ کیا مگر کچھہ نہ چلی - یونانیوں کے سات جہازوں میں سے ایک اسی وقت غرق ہو گیا اور باقی بھی غرق ہو چکے ہونگے" -

ریوٹر کے ۱۵ - کے تار سے بھی اسکی تصدیق ہوتی ہے -

باب عالی کے ۱۷ - کے تار میں بیان کیا گیا ہے :

۱۶ - تک ادرنہ اور بلیر کی حالت میں کوئی تغیر نہیں ہوا - چتلجا میں ہماری فوج دشمن سے کئی بار معرکہ آرا ہوئی سب میں دشمن کو شکست ہوئی - (کیلفک کولی) پر قبضہ کرتے ہوے دشمن کو سخت نقصان پہنچایا -

---

بلقانی اتحاد کا خاتمہ باوجود اس سخت نگرانی کے جو خبروں کے اظہار میں کی جا رہی ہے، بلقانی اتحاد کے خاتمے کے واقعات و حوادث اب دنیا کے سامنے آگئے ہیں - اور یہی ہونا تھا -

سلانیک کی خانہ جنگیوں کے واقعات محتاج تفصیل نہیں - یونانیوں اور سرویوں اور بلغاریوں میں ادھر سخت خوں ریز جنگیں ہوئیں اور دونوں طرف کے صدہا آدمی مقتول ہوے - ان خبروں کے اخفا کی بڑی کوشش کی جا رہی ہے -

۱۸ - کو صوفیا سے تار آیا ہے کہ پارلیمنٹ میں مخالف جماعت نے حکومت کی پالیسی پر تنقید کرتے ہوے کہا :

"سروی اور یونانی مفتوحہ مقامات میں بلغاریوں کو گرفتار کر رہے ہیں - ان دونوں کے کشور ستانانہ حوصلہ مندیوں کی وجہ سے اتحاد بلقان خطرہ کی حالت میں ہے" -

---

شاہ یونان کا قتل سب سے زیادہ اہم خبر اس سلسلے میں شاہ یونان کا ناگہانی قتل ہے - اب تک تار نہایت مبہم حالت میں ہیں - آج ۸ - بجے صبح کی خبر تھی کہ کسی شخص نے سلانیک میں طمنچہ کی ضرب سے قتل کر دیا - ۲ - بجے اتنا اور اضافہ ہوا کہ وہ ایک راہ سے گذر رہے تھے کہ (الیکو اسکی نس) نامی ایک سو شیلسٹ نے سات نالی کے ایک طمنچہ سے حملہ کیا - حملہ دو گز کے فاصلے سے کیا گیا تھا اور قاتل نے اپنا اظہار دینے سے انکار کر دیا -

ہم اس امر کو مشتبہ سمجھتے ہیں کہ قاتل سو شیلسٹ تھا - کچھہ عجب نہیں کہ بلغاری یا سروی ہو -

---

صلح کی نئی شرطوں کا صوفیا کے نیم سرکاری اخبار (میر) نے ذکر کیا تھا - اب ۱۸ - کے تار میں سرکاری طور پر وہ ظاہر ہوگئے ہیں - صرف گیلی پولی کو مطالبات سے مستثنا کردیا ہے - باقی تمام مقامات کا مطالبہ ہے - نیز تاوان جنگ، اور بلغاری رعایا کیلیے خاص مراعات و رعایات کا -

دول شرائط کے سخت اور قابل ترمیم ہونے کا اعتراف کرتے ہیں - دول یورپ نے اپنی گذشتہ متفقہ یاد داشت میں دھمکی دی تھی، کہ اگر ترکی نے صلح منظور نہ کی، تو خود قسطنطنیہ اور اور ایشیائی ترکی کی حفاظت خطرے میں پڑ جائیگی، اور نیز یہ کہ آئندہ دول سے امید مداخلت نہ رکھی جاے -

کامل پاشا نے عاجزی کا سر جھکا دیا تھا، اسلیے وہ ایسے ہی یاد داشتوں کا مستحق تھا، لیکن جب شوکت پاشا نے تلوار کے قبضے پر ہاتھہ رکھا تو اب تک نہ تو قسطنطنیہ کے خطرے میں پڑنے کا وقت آیا ہے، نہ ایشیائی ترکی کے تباہ ہونے کا، اور نہ اب دول یورپ ہی کو مداخلت سے انکار ہے !!

افکار و حوادث

—○:*:○—

عرصہ ہوا، ہم نے (الهلال) میں چند افتتاحی مقالات لکھے تھے، اور مسلم یونیورسٹی کے خواب گراں کی اس تعبیر سہل کو (جو آنریبل ممبر تعلیم کے تعبیر نامے سے کمیٹی نے حاصل کی تھی) "نشۂ شام کی نصف شب" سے موسوم کیا تھا کہ :

بنتی نہیں ہے بادۂ و ساغر کہے بغیر

مگر یاد ہوگا کہ ہمارے بعض احباب نے اسے ناپسند فرمایا تھا - شاید اسلیے کہ ایسا کہنا اُن جامہاے ہوش افگن کی تحقیر تھی، جنکی پے در پے بخشش نے تشنہ کامان صحبت کی یہ حالت کردی تھی کہ :

حریفان را نہ سر ماند و نہ دستار !

لیکن وہ شراب ہی کیا، جسکا کیف و سرور نصف شب تک بھی ساتھہ نہ دے، اور پہلی ہی پہر میں یہ حالت ہوجاے کہ جن ہاتھوں میں کچھہ دیر پہلے شعلۂ حیات سے لبریز جام تھے، اب دیکھیے تو شدت اعضا شکنی و وفور احتضار خمار سے برف کی سل بنکر رهگئے ہیں !

کہ زود اخر شود ایں نشۂ و من در خمار افتم

بہر حال ہم نے اس تشبیہ کی صحت پر زیادہ اصرار بھی نہیں کیا :

سخت شرماے وہ، اتنا نہ سمجھتا تھا انہیں
چھیڑنا تھا تو کوئی شکوہ بیجا کرتا

لیکن ۲۸ - دسمبر کو یادش بخیر لکھنو میں رات کے "دو بجے" جو خلوت بادہ گساری منعقد ہوئی تھی، ہم سمجھتے ہیں کہ اسکی صبح کاذب تو نمودار ہوگئی اور صبح صادق میں بھی دیر نہیں - تارے جھلملا رہے ہیں، اور سفیدی پھیلتی جاتی ہے - اگر نشۂ شام کی نصف شب خمار میں بسر نہ ہوئی تو مان لینے میں ہمارا کوئی حرج نہیں، اب دو بجے کی پچھلی پہر کی بادہ آشامیوں کو دیکھنا چاہیے کہ صبح تک سرور قائم رہتا ہے یا نہیں ؟

یہی سبب ہے کہ ہم نے گذشتہ اشاعتوں میں اس سرگذشت کی سرخی میں ترمیم کر دی - ہمارے دوست "نشہ شام کی نصف شب" پر معترض تھے - خیر، اب "نشۂ نیم شبی کی صبح خمار" کو قبول فرمائیں :

کوئی توبات ہنسی کی نکلے
خندۂ صبح قیامت ہی سہی !

ہم نے بہ تحقیق سنا ہے کہ اس صحبت کا خاتمہ گو دو بجے ہوا مگر آغاز بارہ بجے ہوا تھا - اسلیے "نیم شبی" کی ترکیب پر اعتراض نہ کیجیے -

---

لیکن جناب (نواب صاحب) قبلہ کی تحریر گرامی کی نسبت ہماری معروضات ابھی باقی ہیں - سب سے پہلے تو انکے اس احسان عظیم و جلیل کا اعتراف کرنا چاہیے، جو باوجود علالت و ضعف و نقاہت یہ مضمون لکھکر انہوں نے قوم پر کیا، اور اُس خاموشی کی پوری تلافی ہوگئی، جس کے لیے جلسے میں وہ مجبور کیے گیے تھے - یہ مضمون فی الحقیقت نواب صاحب کی صداقت شعاری اور حق پرستی کی اُن آیات عظیمہ کا ایک شاندار حصہ ہے، جو انکی حیات مبارک کو اس دور نفاق اور عصر فساد میں ممتاز و نمایاں کردیتی ہیں، اور جنسے معلوم ہوتا ہے کہ اگر مخالف عناصر کا غلبہ، اور مجبور کن اسباب کی کشاکش نہو، تو انکا وہ تاریخی کیریکٹر ہر معاملہ

میں اپنی عظمت کا اعتراف کرانے کیلیے طیار ہے ' جسکے لیے انکا زمانۂ قیام حیدرآباد ہمیشہ مشہور رہا ہے -

جو سازشی خاموشی و تجاہل ' اور جاہلانہ و مقلدانہ تغافل انکی اس تحریر کی نسبت ظہور میں آیا ' ہم بادب عرض کرینگے کہ نواب صاحب اسپر توجہ نہ فرمالیں - ہم سے زیادہ بہتر اور زیادہ عملی طور پر انہیں معلوم ہے کہ حق کی معیت کیلیے اصلی سوال فرض کا ہے ' نہ کہ نتیجہ کا - اسکی تکمیل نتیجہ کی محتاج نہیں ہے ' بلکہ صرف اعلان کی - قوم کو ابتک اسکا چھینا ہوا دماغ واپس نہیں ملا ہے - وہ مسمریزم کے معمول کی طرح ابتک اپنے اختیار میں نہیں ہے - کسی بات کیلیے غل مچالیے اور ایک ہی وقت میں بہت سی آوازیں بلند کردیجیے ' تو چاروں طرف سے منتشر گلہ آ آکر جمع ہونے لگتا ہے - چپ رہیے تو کسی کو ہوش نہیں کہ کہاں چلنا چاہیے اور کون چرواہا ہے ؟

کیا غضب کی بات ہے کہ سال بھر سے یونیورسٹی کیلیے ایک شور قیامت بپا ہے - جس کو دیکھیے آزادی کے شراب میں بدمست - اخباروں میں یہی ذکر ' جلسوں میں اسی کے رزولیوشن ' صحبتوں میں اسی کا چرچا - پھر ۲۶ - دسمبر کو دیکھیے تو معلوم ہوتا تھا کہ آزادی کے دیوتا کے یہ جانباز پوجاری نہیں معلوم آج کتنوں کا خون کر کے رہیں گے ؟ لیکن جب معاملہ آخری منزل تک پہنچا اور وہی ہونے لگا ' جسکے خوف سے سال بھر تک آزادی کے وکیلوں کو نیند نہیں آتی تھی ' تو سب کو اسطرح فریب کا سانپ سونگھ گیا کہ :

اب آنکھیں رہتی ہیں در در پھر بند !

نادانو ! سال بھر سے چیخ رہے تھے کہ قوم کی قسمت چند آدمیوں کے ہاتھ میں دینا نہیں چاہتے ' پھر یہ کیا تھا ' جو چپکے سے آنکھیں بند کرکے تم نے دیدیا ؟

تو دانی حساب کم و بیش را !

پھر اُس وقت کو بھی جانے دو - کہا جاے گا کہ ہوش و حواس ہی کس کے درست تھے - لیکن کئی ہفتے کے بعد جب قوم کے سب سے بڑے بزرگ اور قابل احترام زبان نے واقعات پر سے پردہ ہٹایا ' تو اُس وقت تک تو ۲۸ - دسمبر کی چھنی ہوئی عقل واپس آگئی ہوگی - پھر بھی کسی کی زبان کھلی ؟ کوئی جلسہ منعقد ہوا ؟ کوئی رزولیوشن پاس کیا گیا ؟

نواب صاحب قبلہ مطمئن رہیں - آج لوگ انکی آواز سے تغافل کرسکتے ہیں لیکن کل نہیں کرسکیں گے - البتہ اس وقت محض تاسف ہوگا ' اور آج تلافی مافات کی فرصت باقی ہے -

---

نواب صاحب قبلہ کے مضمون سے نئے نئے انکشافات ہو رہے ہیں - ابتدائی حصہ کو چھوڑ دیتے ہیں کہ وقت کم ہے - صرف ۲۶ - سے دیکھیے - رات کو ڈپوٹیشن کے ممبروں کی فہرست مرتب ہوئی اور قرار پایا کہ پچھلے ممبروں کو قطعی طور پر رکھا جاے - انکے چلے آنے کے بعد وہ فہرست اڑا دی گئی ' اور بقول نواب صاحب کے اپنے آبائی ورثے کی تقسیم کی طرح چار آدمیوں نے بیٹھکر جسطرح جی میں آیا باہم تقسیم کرلیا - کہا گیا کہ ہماری پارٹی کے نصف اور تمہارے نصف ' چلو جھگڑا ختم ہوا :

بردند و برادرانہ قسمت کردند

کسی صوبے کی قائم مقامی کا پتہ نہیں - بنگال سے ایک آدمی نہیں - دہلی سے بھی کسی کو نہیں لیا - پچھلے ممبر صاف الگ کردیے گئے - جن لوگوں سے اپنے ذاتی تعلقات اور دوستیاں تھیں جن جن شہروں میں وہ رہتے تھے ' وہی وہاں کے قائم مقام ہو گئے -

پھر نواب صاحب سے کہا کہ آپ رزولیوشن طیار کریں ' انہوں نے اس پیری و علالت میں صبح تک جاگ کر رزولیوشن کا مسودہ طیار کیا ' اور صبح کو منتظر رہے کہ حسب وعدہ لوگ آئیں گے ' مگر جلسے میں پہنچے تو وہاں ایسے لوگ موجود تھے ' جو انکے سامنے انکی عدم موجودگی کو موجودگی سے تعبیر کرنے کے بے امان حربے سے آراستہ تھے !

پھر جب نواب صاحب نے اختلاف کرنا چاہا تو انکو روکا ' اور اصرار کیا کہ خاموش رہیں - اسمیں کوئی شک نہیں کہ رزولیوشن کے مجوزین میں نواب صاحب کے بھی شامل ہونے کی فریب دہی نے لوگوں کو اور زیادہ مطمئن اور خاموش کردیا تھا -

نواب صاحب قبلہ نے اس موقعہ پر قوم سے معذرت کی ہے کہ وہ باایں ہمہ حالات خاموش نہ رہتے ' مگر کچھہ تو شب بیداری کی تکلیف و قدرتی ضعف و نقاہت کے سبب سے وہ فہرست کے ناموں کو غور سے نہ سن سکے ' اور کچھہ اس خیال سے بھی خاموش رہگئے کہ مخالفت اس موقعہ پر موجب تفریق و نزاع ہوگی - اور پھر بصورت غلطی بعض نہایت درد انگیز لفظوں میں قوم سے معافی مانگی ہے ' جنکو پڑھکر ہمارے دل پر سخت چوٹ لگی اور بے اختیار آنکھوں میں آنسو آگئے - اول تو جس قوم کی حالت ایسی افسوسناک ہو ' جیسی کہ انکے مضمون کے ساتھہ تغافل کرنے میں نظر آرہی ہے ' وہ اسکی مستحق ہی کب ہے کہ نواب صاحب قبلہ کی زبان مبارک اسکے آگے معافی خواہ ہو ؟ اور پھر جو کچھہ ہو ' ہم تو انکو یقین دلاتے ہیں کہ انکی خاموشی پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاسکتا - انکی مجبوریاں واضح ہیں - ہم نے خود اُسوقت محسوس کیا تھا کہ کرسی کی نشست انکے لیے سخت تکلیف دہ ہے - وہ بیٹھہ نہیں سکتے اور گرانی سر کی شدت سے مضطرب الحال ہیں - ایسی حالت میں مشکل تھا کہ کار روائی کے احتساب کا وقت پاتے - بالفرض اگر یہ کوئی غلطی بھی تھی تو اس مضمون کی اشاعت کے بعد اسکی تلافی ہوگئی - وہ کیسے درد انگیز لفظوں میں قوم سے رخصت ہونا چاہتے ہیں ! حالانکہ کمبخت قوم کے پاس انکے بعد اور کیا ہے ؟ اللہ تعالے انکے انفاس مبارک میں برکت دے اور ابھی عرصے تک انکا سایہ ہمارے سر پر قائم رہے - وہ فرماتے ہیں کہ آئندہ سے میں نہ کسی جلسے میں شریک ہو سکونگا اور نہ کوئی تحریر ہی لکھہ سکونگا - میں کہتا ہوں کہ آپ تو ان لوگوں میں ہیں ' جنکا صرف قوموں میں رہنا ہی قوموں کی عزت و عظمت کیلیے کافی ہے - کام کا یہاں سوال نہیں -

---

ترکی فتح

— * —

چٹلجہ لائن پر ایک خونریز جنگ

— * —

قسطنطنیہ ۱۹ مارچ

آج کا سرکاری بیان ہے کہ چٹلجہ میں پیدل سپاہ کے ساتھہ سخت خونریز جنگ کے بعد ترکوں کو شاندار فتح حاصل ہوئی -

مزید یہ کہ ترکی سپاہ تمام چٹلجہ لائن پر دشمن کے ساتھہ مستعدی سے مصروف جنگ ہے -

الهلال

١٠ ربیع الثانی ١٣٣١ ہجری

اسئلة و اجوبتها

—*—

خلیفـــه مامون الرشیـــد عبـــاسي

اور

الزام قتل حضرت امام رضا (ع)

— * —

از مولانا محمد حسین صاحب [illegible]

— * —

الهلال نمبر ٨ - جلد ٢ - مورخه ١٩ - کے صفحه (١٣٨) کے دوسرے کالم میں بعنوان " اعلان " یہه تاریخي غلطي دیکھکر مجھ سخت حیرت هوئي که جناب سید علي غضنفر صاحب نے مامون الرشید عباسي کو حضرت امام علي ابن موسی رضي علیه الصلوة والسلام کا قاتل قرار دیا هے - تمام صحیح تاریخوں نے (جنکے نام کنانے کي مجھے اپني قابلیت ظاهر کرنے کي ضرورت نہیں) مامون الرشید کو محب اهل بیت ظاهر کیا هے اور حضرت امام علي ابن موسی رضي علیه السلام کو اپنے بعد خلیفه قرار دینے کا ذکر کیا هے - ایسے جلیل القدر خلیفه اور محب اهل بیت پر حضرت امام کو " مہمان بلا کر دغا سے شہید " کرنیکا الزام لگانا ' اس شخص کو اور نیز حضرت امام کے روح مطهر کو تکلیف دینا هے - اگر جناب کو فرصت هو تو اپنے کے بیش قیمت کالموں میں کچهه گنجائش نکل سکے ' تو براه کرم اس تاریخي مسئله پر کچهه تهوڑا سا تحریر فرماکر ممنون فرمائیں -

قطع نظر اس تاریخي غلطي کے عنوان اعلان کے تحت میں سب سے مقدم واقعه کا بیان کرنا جسقدر صاحب اعلان کي خوش مذاقي ظاهر کرتا هے ' اسکا ذکر خارج از بیان هے - ایک جلیل القدر مسلمان بادشاه اور ابن عم رسول الله صلعم کو برا کہکر همارے جذبات سے اپیل کرنا که " ایک مجلس عزاے حضرت امام علي ابن موسی رضي علیه السلام مقرر کریں اور روسیوں کے ساتهه مامون الرشید بے گناه کو بهي برا کہکر ایک دوسرے سے رسم تعزیت ادا کریں اور اسطرح ارواح طیبه حضرات معصومین کو شاد کریں " کس قدر عمده و ناموزوں و فتنه انگیز طریقه هے ؟

الهـــلال

میں جناب سے اس خیال میں بالکل متفق هوں که مولوي سید علي غضنفر صاحب نے اظهار مقصد کیلیے اچها پیرایه اختیار نہیں کیا ' حالانکه انکے اختیار میں تها - وه بغیر ایک مختلف فیه تاریخي الزام کو چهیڑ نے کے ' اپنا مقصد اچهي طرح انجام دے سکتے تهے -

میں مصلحت عمومي کا قائل هوں ' مگر اسکا قائل نہیں که کسي خوف سے تاریخي تحقیقات و مذاکرات و مناظرات کا دروازه بند کردیا جاے - تاهم غالباً سید علي غضنفر صاحب ایک مفید وقت اور نافع عموم اهل اسلام تحریک کي دعوت دے رهے تهے - مناظره نہیں کر رهے تهے - وه وقت گذشته الزاموں کي یاد تازه کرنے کا نه تها -

تا هم معاف کیجیے - اپ کو بهي اسپر برهم هونے کي چنداں ضرورت نه تهي - دیکهیے ' مسٹر امین الدین صاحب بیرسٹر اٹ لا نے گذشته اشاعت میں اپنا تمام وقت اصل تحریک کي نسبت کس طرح مشوره دینے میں صرف کیا ' اور ان امور سے غض بصر کر کے اس غلطي کي پیروي نه کي ' جو سید صاحب سے هوئي تهي -

بهر حال اب آپنے پوچها هے تو کیا کروں اگر جواب نه دوں ؟ ورنه سر دست ان بحثوں کي ضرورت نہیں دیکهتا -

واقعه شهادت حضرت امام رضا (ع)

—*—

حضرت امام (علي بن موسی الرضی) علیه و علی ابائه و اجداده الصلوة و السلام کي وفات کا واقعه آج هي نہیں ' بلکه غالباً واقعه کے وقت هي سے مشتبه رها هے - عام تاریخوں کا ابتدائي بیان تو یه هے :

: کان سبب موته انه اکل عنباً ' فاکثر منه ' فمات فجاة - (مختصر الدول صفحه ٢٣٣)	انکي موت کا سبب یه هوا که انگور بہت کثرت سے کها لیے تهے ' جنهوں نے نقصان پہنچایا اور یکایک انتقال فرما گئے -

لیکن یه سبب اسقدر مہمل اور بے معني هے که کوئي شخص تسلیم نہیں کر سکتا -

پس اسمیں شک نہیں که آپکو انگور میں زهر ملاکر دیا گیا - جس طرح آجکل کي سرکاري خبریں هوا کرتي هیں ' اسي طرح سرکاري اعلان میں انتقال کي وجه یه بیان کي گئي هوگی که کثرت سے انگور کها گئے تهے !

اس امر کي اسي زمانے میں کافی شهرت هوگئي تهي که انتقال زهر کي وجه سے هوا - چنانچه (کاتب عباسی) سے لیکر ابن اثیر وغیره تک ' سب زهر خوراني کو تسلیم کرتے هیں ' اور اسکي نسبت خاص خاص تفصیلات بهي بیان کرتے هیں -

الزام قتل و اصلی ملزم

لیکن زهر کس نے دیا ؟

انصاف یه هے که اس بارے میں (مامون الرشید) کا دامن مشتبه ضرور هے ' اگرچه همارے پاس دلیل قطعي کوئي نہیں - دونوں پہلو قوي هیں ' اور سوء ظن سے اجتناب شاید قرین احتیاط سمجها جاے -

یه یاد رکهنا چاهیے که تاریخ کي راه مذهبي عقیدت اور حسن ظن کي متحمل نہیں هوسکتي - یہاں بحث " ابن عم رسول الله " (صلعم) کي حیثیت سے نہیں بلکه ایک مسلمان حکمراں مامون الرشید نامي شخص کي نسبت هے -

انتقال حالات اور مباحث کي بحث

اجمال کي تفصیل یه هے که سنه ٢٠٠ - هجري میں مامون الرشید نے اراده کیا که اپنے بعد کسي شخص کو ولي عہد مقرر کر دے - اس غرض سے اس نے تمام بني عباس و علویین کو جمع کیا اور کچهه عرصے کے غور و فکر کے بعد ایک مجلس منعقد کرکے حضرت امام (علي بن موسی الرضی) کي ولي عہدي کا اعلان کر دیا :

انه نظر في بني العباس و بني علي ' فلم	اس نے تمام خاندان عباس و علي پر نظر ڈالي ' لیکن کسي شخص کو امام

يجـــد احداً افضـل	علي بن موسي سے بڑھکر صاحب علم
ولا اورع ولا اعلم من علي	و تقـــوی نه پایـا - پس انهي کو
بن موسي - فلذالك عقد	اپنے بعـد ولي عهـد خلافت مقرر
له العهـــد من بعده -	کیا -

عباسیوں کا لباس رسمي سیاہ تھا ' اور علویوں کا سبز - بیعت کے بعد اُس نے احکام جاري کیے که آج سے سیاہ لباس ترک کردیا جاے اور تمام فوج و اعیان ملـک سبز لباس اختیار کریں -

اس واقعه نے تمـام عباسیوں اور بني هاشم میں برهمي و غیظ و غضب کي آگ بھڑکا دي - لوگوں نے علانیه کہنا شروع کیا :

لا نخرج الخلافة	یه ممکن نہیں که خلافت همارے هاتھه سے
منـــا الـــي	نکلکر همارے دشمنوں (سادات و علویئین) کے
اعـــدائنـــا !	هاتھه میں چلي جاے -

(مامون) خراسان میں تھا - دارالخلافت بغداد میں تمام لوگ اسکي طرف سے پھر گئے - یہاں تـک شورش بڑھي که علانیه اسکي بیعت توڑ کر اسکے چچا (ابراهیم بن المهدي) کے هاتھه پر بیعت کي - (مبارک) کے لقب سے وہ تخت پر متمکن هوا - (اغاني) نے لکھا هے که چونکه ابراهیم شعر و موسیقي میں درجۂ امتیاز رکھتا تھا ' اسلیے مشہور شاعر (ابو فراس بن حمدان) نے یه شعر لکھا :

منکـم علیة ام منهم ' و کان لکـم
شیخ المغنین ابراهیـم ام لهـــم ؟

مامون کا تشیع اور ایثار

مامون الرشیـد نے عبـاسیه کے استحقـاق خلافـت کے ایسے عظیم الشان اور بنیادي مسئله میں کیوں تغیر کیا ؟ اور کیوں بني هاشم و عباسیه کي دشمني مول لي ؟

میں ایک لمحه کیلیے بھي اسکو تسلیم نہیں کرسکتا (جیسا که برادران شیعه کا خیال هے) که یه محض ایک مکر و خدع اور حضرت امام کو شهید کرنے کي ترکیب تھي - اگر مامون کے تشیع اور محبت اهل بیت کي وا قعیت سے انـکار بھي کر دیا جاے ' جب بھي یه سوال باقي رهتا هے که ایسا کرنے کي اسکو ضرورت هي کیا تھي ؟ اگر کسي سبب سے (حالانـکه وہ معلوم نہیں) حضرت امام کو وہ شهید هي کرنا چاهتا تھا ' تو کیا اسکي یهي تدبیر تھي که ایک ایسا عظیم الشان تغیر مسئله خلافت میں کرکے ' اور تمام دنیا کو اپنا دشمن بنا لے ' پھر اُسکے بعد انـکو شهید کرا دے ؟

اصل یه هے که مامون کي محبت اهل بیت اور مذاق تشیع سے انکار کرنا ' تاریخ کي شهادات موثقه کي بلا وجه توهین هے - اُسنے (برا مکه) کي گودوں میں پرورش پائي تھي جو شیعه تھے - عجمیوں کي سوسائٹي میں رها ' اور اس وقت تـک شیعیت کو سیاسي لحاظ سے مخصوص بعجم سمجھنا چاهیے - تخت نشین هونے کے بعد بھي اسکا ساتھه (خاندان سهل) کے ساتھه رها اور یه شیعه تھے - اُس نے اعلان کردیا تھا که " جو شخص معاویه کو اچھا کہے گا ' دائرۂ اطاعت سے باهر هے " (متعه) کي حلت کا جیسا شدید اور جابرانه حکم اُس نے دیا تھا ' وہ تاریخوں میں موجود هے - حضرت امیر علیه السلام کي افضلیت کي نسبت اسکے مباحثے طول طویل هیں -

خلیفه عمر ابن عبد العزیز نے باغ (فدک) سادات کو دیدیا تھا ' مگر پھر اسکے بعد انکے قبضے میں نہیں رها - مورخین نے تصریح کي هے که مامون الرشید نے دو بارہ سادات کو واپس کر دیا که انهي کا حق هے -

تمام عباسیه میں اسي کا عهد هے که سادات و علویئین کي قدر و منزلت ' حتی که ملکي عهدوں پر فائز هونے کے واقعات نظر آتے هیں - اسکے زمانے میں سادات نے متعدد فوجي تحریکیں دعوئے خلافت کے ساتھه شروع کیں ' مگر مامون نے همیشه درگذر ' عفو ' اور نرمي و آشتي سے کام لیا - حالانـکه ظاهر هے که وہ (سفاح) اور (رشید) کا جانشین تھا ' اور اسي تخت پر بیٹھا تھا ' جس پر (متوکل) بیٹھنے والا تھا -

پس حضرت امام کو ولي عهد مقرر کرنے کا اصلي سبب قوي ' محبت اهل بیت اور ولولۂ شغف خاندان علي کے سوا اور کچھه نہیں هوسکتا -

ایک اور سیاسي سبب

البته صرف ایک سبب اور هے ' جو اسکے ذیل میں بیان کیا جا سکتا هے ' اور میں اسکو سیاسي نظر سے ترجیح سمجھتا هوں - یعنے (عجمي) اقتدار کي افزایش ' اور عربي قوت کو ضعیف کرنے کي تحریک ' جو في الحقیقت اغاز عهد عباسیه سے شروع هوگئي تھي - برامکه ' آل نوبخت ' اور خاندان سهل وغیرہ یکے بعد دیگرے اسکے ارکان و دعات میں سے رهے ' اور خود مامون کا وجود عجمي اثر کي فتح یابي کا ایک واقعه تھا - هارون الرشید کے زمانے میں جب (امین) اور (مامون) کي ولی عهدي کي رقیبانه کشمکش هو رهي تھي ' تو وہ در اصل عجم و عرب کي منافست و مسابقت کي معرکه آرائي تھي - مامون کي کامیابي نے عجمي اقتدار کو قائم کردیا ' اور سادات و علویئین کي طرفداري ' اس وقت تـک عجم کا سیاسي مذهب تھا -

طبري ' ابن اثیر ' ابن عبد ربه ' اور فخري وغیرہ نے تصریح کي هے که حضرت امام رضا کي ولي عهدي کا معامله در اصل (فضل بن سهل) کے هاتھوں انجام پایا -

پس اس ولي عهدي کا ایک دوسرا سبب قوي یه بھي تھا که اسکے ذریعه بني هاشم و عموم عرب کا زور توڑا جاے ' اور عجمي اقتدار همیشه کیلیے تخت خلافت پر قابض و محیط هو جاے -

بہر حال سبب کوئي هو ' مگر یه ولي عهدي ایک سچي خواهش اور ارادے کا نتیجه تھي - مکر و خدع اور حیله طرازي نه تھي ' گو اور صدها موقعوں پر ایسا بھي هوا هو -

ولي عهدي کے بعد

البته اصلي سوال یه هے که جب (امام رضی) کي ولي عهدي کا اعلان هوگیا ' اور اسکي وجه سے تمام بغداد میں برهمي پھیل گئي ' حتی که مامون کي خلافت بھي قائم نه رهي ' اور اسکي بیعت توڑ کر لوگوں نے ابراهیم مبارک کو تخت پر بٹھا دیا ' تو یه مخدوش اور تخت خلافت کو الٹ دینے والا رنگ دیکھکر مامون مجبور تو نہیں هوگیا که اپني حکومت اور ذات کے تحفظ کیلیے اُس سبب کا انسداد کردے ' جس کي وجه سے یه تمام نتائج پیدا هوے هیں ؟

شخصي حکمراں کیلیے اعتماد کوئي چیز نہیں

شخصي حکومتوں کي حالت اس بارے میں بالکل نا قابل اعتماد هے - منٹوں اور لمحوں کے اندر تغیرات هو جاتے هیں ' اور کسي حالت کو دوام و قرار نہیں هوتا - شخصي حکمرانوں کے سر پر تاج هوتا هے ' مگر پہلو میں دل نہیں هوتا - انکے تمام جذبات " تاج " کي حفاظت کے ما تحت هوتے هیں اور اس بارے میں وہ گویا انسان کي عام نطري جبلت کے علاوہ ایک نئي جنس خاص بنجاتے هیں - محبت و عداوت ' احسان و ممنونیت ' رشته داري و تعلقات نسل ' اور اس قسم کے وہ تمام جذبات ' جنکو اخلاق ' فطرة انساني میں داخل بتلاتا هے ' انکے لیے بالکل بے اثر هیں ' اور اسمیں شک نہیں که اس بارے میں وہ ملامت کے مستحق نہیں بلکه رحم کے حقدار هیں - انسان پر سب سے زیادہ غالب جذبه ' حفظ نفس اور جلب نفع کا هے - اسکے تمام اعمال ارادي کا محور یهي جذبه هے - شخصي

فرماں روائي کا تاج گو لعل و جواهر کا هوتا هے ' مگر اسکے اندر هلاکتوں اور خطروں کے کانٹے بھرے هوئے هیں -

منصور نے (ابو مسلم) کے ساتھه کیا کیا اور اُس نے کیا کیا تھا ؟ اُس نے چھه سو برس تک رهنے والي حکومت دلائي اور منصور چند لمحوں کي زندگي دینے پر بھي راضي نه هوا ! (هادي) کي موت کا واقعه بھلایا نہیں جا سکتا ' جو اسي خاندان کا واقعه هے - (برامکه) کے ساتھه (رشید) کا جو کچھه تعلق تھا ' وہ محتاج تشریح نہیں - اور سب باتوں سے قطع نظر کیجیے - خود تخت خلافت کے ملنے میں (یحیی برمکی) کي مساعی کیسي عظیم و یاد کار تھیں ؟ مگر اس شخصي حکومت اور پولیٹکل مجبوري نے جو کچھه (رشید) سے کرایا ' وہ تاریخ عباسیه کا ایک مشهور افسانۂ غم هے - (امین) مامون کا بھائي تھا - جب قید خانے میں اسپر تلوار چلائي گئي تو اس نے تکیے کو ڈھال بناکر کہا : " انا ابن عم رسول الله ! انا ابن هارون ! انا اخو المامون ! الله الله في دمي ! الله الله في دمي ! ! " میں رسول الله کے چچا کا فرزند هوں ! هارون کا بیٹا هوں ! مامون کا بھائي هوں - ظالمو ! میرے ساتھه یه کیا کر رهے هو ؟ لیکن کچھه نه چلي اور بالاخر قتل کر دیا گیا - (ذوی الریاستین) نے (مامون) کے ساتھه وهي کیا تھا ' جو (ابو مسلم) نے منصور کے ساتھه ' (بیرم) نے (اکبر) کے ساتھه ' اور (میر جمله) نے (عالمگیر) کے ساتھه ' مگر بالاخر جب اسکا اقتدار بڑھا اور (ابو مسلم) کی سي حالت پیش آئي ' تو اُسي حکومت کے تحفظ کیلیے (جو اسکي سعي سے ملي تھی) مجبور هوا که چند آدمیوں کو بھیجکر حمام میں قتل کرا دے !

(طاهر) ذوالیمنین کے ساتھه بھي اسکو ایسا هي سلوک کرنا پڑا - خاندان آل عثمان کي تاریخ پڑھیے - آخر وہ بھي تو انسان تھے ' جنھوں نے اپني اولاد کو قتل کرایا ' اور بھائیوں کے قتل کے واقعات کو تو کون شمار کر سکتا هے ؟

(شاهجهان) اور (اورنگ زیب) اسي کمبخت شخصي حکومت کیلیے جن کاموں پر مجبور هوے ' انکے لیے دور جانے کی ضرورت نہیں -

هم جب اُن لوگوں کي نسبت بحث کرتے هیں ' تو همارا هاتھه اپنے دل پر هوتا هے ' جو کسي کے تلوے میں کانٹا چبھے تو تڑپ جاتا هے - اُس دل کو بھول جاتے هیں جسکو چتر شاهي اور تاج حکومت کے سایے میں پتھر اور لوهے کا بنکر رهنا پڑتا هے -

اس بارے میں خود (مامون) کا کیریکٹر همارے سامنے هے - هم نے اُن واقعات کي طرف سر سري اشارہ کیا که تفصیل کي گنجایش نہیں - آپ براہ کرم تاریخوں پر نظر ڈال لیں -

مامون کے طرز عمل میں انقلاب

دیکھیے - (مامون) کي محبت اهل بیت اور میلان تشیع اس قدر بین ' اور اسکي صداقت کیسي نا قابل انکار هے ؟ سنه ۲۰۱ - هجري میں اُس نے خود هي سیاہ لباس کي ممانعت کرکے اور سبز لباس لازمي قرار دیکر تمام خاندان کو دشمن بنا لیا تھا ' لیکن بالاخر جب مجبور هوا ' تو چھه برس کے بعد بالکل اسکے متضاد اور بر عکس حکم جاري کیا که " تمام سادات اپنا ممتاز لباس سبز ترک کرکے ' اسکي جگه آل عباس کا سیاہ لباس اختیار کریں ' اور آئندہ سے دربار میں انکو آنے کی اجازت نہیں "

غور فرمالیں که (مامون) کے طرز عمل میں یه کیسا عظیم الشان انقلاب تھا ؟

مامون کي مشکلات

حقیقت یه هے که (مامون) کے الفت و محبت اهل بیت اور اسلام میں تو کوئي شک نہیں ' لیکن خاندان عباسیه کي مخالفت اور برهمي نے اسکو مجبور کر دیا - ورنه وہ خود اپني رائے پر قائم اور مستقیم تھا -

ولي عهدي کے واقعه نے تمام بغداد میں بغاوت پھیلا دي تھي ' اور (ابراهیم) کے هاتھه پر بیعت بھي کي جاچکي تھي ' لیکن (ذوي الریاستین) کي دربار خلافت پر حکومت تھي - اس نے (مامون) کو ملک کي حالت سے بے خبر رکھا - کوئي شخص بغیر اسکے حکم کے کوئي خبر مامون تک نہیں پہنچا سکتا تھا - هرثمه نے جرات کي ' مگر (ذوي الریاستین) کے دسائس کا شکار هوا - یہاں تک که (حسن بن سهل) مقابلے کیلیے روانه هو گیا ' اور پھر بھي (مامون) کو یهي خبر دي گئي که "ابراهیم بغداد میں نائب الریاست کي حیثیت سے کام کر رها هے ' کوئي خدشے کي بات نہیں "

امام رضا کا مامون پر احسان عظیم

یه حالت دیکھکر امام (علي رضا) سے صبر نہو سکا - وہ ایک دن آئے اور مامون سے کہا :

یا امیر المومنین ! ان الناس ببغداد ' قد انکروا علیک مبایعتي بولایت العهد و تغییر لباس السواد ' و قد خلعوک ; بایعوا عمک ابراهیم بن المهدي (الفخري صفحه ۲۰۰ -)

یا امیر المومنین ! بغداد میں لوگ آپ کے مخالف هوگئے هیں - اس سبب سے که آپنے مجھکو ولي عهد مقرر کیا ' اور سیاہ لباس کي جگهه سبز لباس پہننے کا حکم دیا - انھوں نے آپکي بیعت توڑ دي هے ' اور آپکي جگهه آپکے چچا ابراهیم بن مهدي کے هاتھه پر بیعت کرچکے هیں -

اب (مامون) کي آنکھیں کھلیں - وہ اب تک (ذوي الریاستین) کے هاتھه میں اسي طرح ایک عضو معطل تھا ' جیسا که عرصے تک (اکبر) بیرم کے هاتھه میں رها تھا - اسکو اپني بے خبري اور معطلی کے حس کے ساتھه اُس طوفان هلاکت کا بھي علم هوا ' جو اهل بیت کي محبت اور امام رضا کي ولي عهدي کی بدولت اسکي طرف بڑھ رها تھا -

تاریخ مشاهدے کا نام نہیں هے ' بلکه روایت کا ' اور پھر قرائن و تجسس ' ظنون غالبه ' اور بحث و تعلیل کا - غور کرنا چاهیے که قدرتي طور پر (مامون) اس وقت کن خیالات سے دو چار هوا هوگا ؟ اور حفظ حکومت و نفس نے کن مصالح وقت کو پیش نظر کر دیا هو گا ؟

دسیسۂ قتل ذوي الریاستین

اُس نے وهي کیا جو هر شخصي حکمران ایسے موقعه پر کرتا هے - ایک جماعت باهر کے لوگوں کي (ذوي الریاستین) کے پیچھے لگا دي :

فدس جماعة علي الفضل ' فقتلوہ في الحمام ثم اخذ هم وقد مهم لیضرب اعنا قهم فقالوا له : " انت امرتنا بذلك ' ثم تقتلنا ؟ " فقال لهم : " انا اقتلكم باقرارکم ' واما ما ادعیتموہ علی

پس مامون نے ایک جماعت فضل کے قتل کیلیے خفیه لگا دي ' جنھوں نے اسکو حمام میں قتل کر ڈالا - پھر مامون نے قاتلوں کو پکڑوا بلوایا ' اور قتل کا حکم دیا - اسپر انھوں نے کہا که " خود آپ هي نے تو هم کو حکم دیا تھا که اُسے قتل کردیں - جب اسکي تعمیل کي تو اب هم کو اولٹا قتل کیا جاتا هے ؟ " لیکن مامون نے اس قانوني پیچ سے انکو چپ کرادیا که " تمہارا جرم تو

من اني امرتكم بذلك ، فدعوى ليس لها بينة " ثم ضرب اعناقهم وحمل رؤسهم الى الحسن بن سهل وكتب يعزيه ويوليه مكانه -

ثابت هے که خود قتل کا اقرار کرتے هو - رها میرا حکم دینا ' تو یه محض تمهارا دعوا هے ' جس کے لیے کوئي دلیل نهیں ! " بهر حال انکو قتل کردیا اور انکے سروں کو حسن بن سهل کے پاس بهجوا دیا اور فضل کے مرنے پر تعزیت کي اور اسکي جگهه اسکو مقرر کیا -

در حقیقت (مامون الرشید) کي اصلي حکومت اسي دن سے شروع هوئي هے ' جس دن امام علي رضا نے اسکو ملک کي حالت سے باخبر کیا ' اور یه انکا حکومت مامونی پر ایک احسان عظیم هے - کیونکه اگر (ذوي الریاستین) تهوڑے دن اور زنده رهتا ' تو مامونی خلافت کا بالکل خاتمه تها -

بهر حال (مامون) نے ملکي شورش کا پہلا علاج تو یه کیا - اب اسکے بعد اس شورش کي علت اصلي ' یعنی خلافت کا خاندان عباسي سے سادات میں منتقل هونا ' اور امام علی رضا کي ولي عهدي کا مسئله درپیش تها -

حادثۂ شهادت امام رضا

مامون کو معلوم هو گیا تها که میں سادات کي دوستي کے ساتهه کسي طرح تخت خلافت پر قائم نهیں رهسکتا - عباسیوں نے ابراهیم کے هاتهه پر بیعت کرلی هے' اور اگر اسکو شکست دے بهي دیگئي' جب بهي یه فتنه ایسا نهیں هے جو پهر نه ابهرے -

(ذوي الریاستین) کي قوت پر اسکو بڑا بهروسه تها ' لیکن مجبوراً خود هي اپنے هاتهه سے کهونا پڑا - پس اسکے سوا اب چاره نه تها که عباسیوں کي خواهش کے آگے سر جهکا دیاجاے اور جس علت نے شورش پیدا کي هے ' اسکو دور کرکے تلافي مافات کي جاے -

سفر کرتے هوے سنه ۲۰۳ - میں (مامون) طوس پهنچا ' اور چند دنوں کیلیے ٹهر گیا که (هارون الرشید) کي قبر یهیں تهي - حضرت امام علي رضا بهي اسکے ساتهه تهے - دفعةً بیمار هوے اور دفعةً انتقال کرگئے - موت کي علت مسموم انگوروں کا کهانا تها ایک مسلم واقعه هے -

مامون نے انکي وفات پر نهایت سخت ماتم کیا ' یهاں تک که تین دن تک قبر کي مجاوري کي -

جنازے کے ساتهه ننگے سر چلکر مشائعت کي اور حکم دیا که (هارون الرشید) کي قبر کهود کر اسي میں انکو دفن کیا جاے' تا که انکي برکت سے رشید کي مغفرت هو -

خاندان اهل بیت کے مشهور مداح (دعبل) نے اسي واقعه کي نسبت هجو لکهي تهي :

ما ينفع الرجس من قرب الذكي ، ولا
على الذكي بقرب الرجس من ضرر

واقعات کا یهي حصه هے ' جهاں پهنچکر مامون کا دامن مشتبه هوجاتا هے ' اور قرین قیاس و عقل معلوم هوتا هے که اس نے جو سیاست (ذوي الریاستین) کے ساتهه برتي تهي ' وهي امام علي رضا کے ساتهه برتنے پر مجبور هو گیا هو -

یه تو یقیني هے که عباسي شورش کے بعد (مامون) کے اس طرز عمل میں پورا تغیر هو گیا تها جو اس سے پہلے سادات و علویئین کے ساتهه تها - شعار علویئین (لباس سبز) کے اختیار کرنے میں اسکا اهتمام بلیغ اوپر گذرچکا هے - جب سنه ۲۰۴ - میں خراسان سے بغداد پهنچا ' تو خود اسکا اور اسکے جتنے ساتهیوں کا لباس سبز تها - جو لوگ دربار میں آتے تهے' سب هي سبز لباس هي پهنے هوئے تهے -

آٹهه دن تک یه حالت قائم رهي' لیکن جب اس نے دیکها که عباسي اس بارے میں اعتراض کررهے هیں' تو معا حکم دیدیا که لباس بالکل بدل دیا جاے اور وهی پرانا عباسي شعار ' یعنی سیاه رنگ کے کپڑے سب پهن لیں !

واقعه کا دوسرا پہلو

— * —

یهاں تک هم نے جو کچهه لکها ' وه (مامون) کي شرکت قتل کے قرائن اور قیاسات تهے ' جنکو ساده و قدرتي ترتیب کے ساتهه هم نے پیش کر دیا -

لیکن اسکے ساتهه هي ایک دوسرا پہلو بهي تاریخي وقعت ' اور قرائن عقلي کي تقویت ' دونو چیزیں رکهتا هے ' اور انصاف کے خلاف هے که اسکي طرف سے آنکهیں بند کرلي جائیں -

(مامون) مصلحت وقت کي وجه سے مجبور هوگیا تها - امام علی رضا کا دشمن نه تها - لیکن تمام عباسي تو ولي عهدي کے بعد سے قطعي انکے جاني دشمن هوگئے تهے - پهر کیا عجب هے که انکے اور مامون کے مخالفین نے خود کوئي سازش کي هو' اور انگور میں زهر ملا کر دیدیا هو ؟

جو مورخین (مامون) کي شرکت قتل کے مخالف هیں ' وه اسي پر زور دیتے هیں که مخالفین مامون و حضرت رضا نے ایک سازش کرکے یه معامله انجام دیا -

مخالفین الزام قتل

انکے دلائل کي وقعت سے بهي انکار نهیں کیا جاسکتا - سب سے زیاده قدیم راے اس بارے میں مورخ یعقوبي مشهور به (ابن واضح کاتب عباسي) کي هے - وه تیسري صدي کا مشهور مورخ هے ' اور عهد مامونی کے تمام واقعات خود اس عهد کے لوگوں سے روایت کرکے بیان کرتا هے - اسکا بیان هے که یه سازش (علي بن هشام) نے کي تهي - مامون کو اس سے کوئي تعلق نهیں تها -

(ابن اثیر) بهي اس واقعه سے انکار کرتا هے ' اور بعد کو جتني تاریخیں لکهي گئیں ' سب میں شرکت مامون کے خیال کو (قیل) کے ساتهه لکها هے ' اور اسکي صحت پر زیاده زور نهیں دیا هے -

(یعقوبي) کي شهادت کو اس لیے قوي سمجها جاتا هے که وه بظاهر شیعیت کي طرف مائل نظر آتا هے - ڈاکٹر ان ورد ماندیک (جو ایک بے طرف اور مسیحي مصنف هے) اکتفاء القنوع میں لکهتا هے : " كان يميل في غرضه الى الشيعة دون السنية " - قرب عهد اور تقدم زمانه اسپر مستزاد هے -

البته متاخرین میں (فخر الدین ابن الطقطقي) نے زیاده پهیلاکر اور ایک حد تک قوي لب و لهجه میں اس الزام کو لکها هے - لیکن اسکي نسبت مخالفین الزام کهه سکتے هیں که وه عباسیه کا سخت مخالف تها - حتی که قتل معتصم اور فتنۂ تاتار و بربادي بغداد کے واقعه پر بهي چنداں متاسف نهیں -

حاصل تحقیق و تفتیش

پس ایسي حالت میں سچ یه هے که کسي خاص پہلو کو ترجیح دینا مشکل هے - واقعه کي نوعیت اور اسکے گرد و پیش کے حالات اس طرح کے هیں که (مامون الرشید) کا پوزیشن مشتبه ضرور هے - اور ساتهه هي یه بهي ممکن هے که عام مخالفین امام نے یا بقول (ابن واضح) علی بن هشام نے ایسا کیا هو -

بهر حال کوئي قطعي راے بحالت موجوده نهیں دي جا سکتي - همارے نزدیک دونوں پہلو ممکن الوقوع هیں -

بحالت موجودہ ہم نہیں سمجھتے کہ با ہم دگر الزام دہی میں کیوں وقت ضائع کریں ؟ اگر (مامون) سے فی الحقیقت یہ جرم سرزد ہوا تو اللہ کی عدالت کھلنے والی ہے اور وہاں آپکی یا میری وکالت کی ضرورت نہیں - اگر نہیں ہوا تو بخشدو اور بھول جاؤ - ملاعنۂ روسیہ کے مظالم کی تپش اس واقعہ کے یاد کرنے پر موقوف نہیں - آج جو کچھہ ہو رہا ہے ' جب اس سے ہمیں عبرت حاصل نہیں ہوتی ' تو کل جو کچھہ گذر چکا ہے ' اسکے دہرانے سے کیا فائدہ ؟

جس وجود مقدس کی ولی عہدی کی تبریک میں (ابو نواس) نے یہ اشعار کہے تھے ' آج اسکی قبر مبارک کا گنبد شکستہ ہو چکا ہے اور تمام اسلامی دنیا خاموش ہے :

مطهــرون نقيـات جيـــوبهـــم
تجري الصلوة عليهـــم اينما ذكروا
من لـــم يكن علوياً حين تنسبه
فمـا له في قديـم الـدهر مفتخر
اللـه لمـــا برى خلقـــا فاتقنـــه
صفا كـــم واصطفـــاكم ايها البشر
فانتم الملاء الاعلى ' وعندكـــم
علـم الكتـــاب وماجاءت به السور

انجمن ھـــلال احمر قسطنطنیہ کی رسیـد

—:*:—

متعدد مقامات سے بکثرت خطوط اس مضمون کے آئے ہیں :

" ہم نے چندہ ہلال احمر کا روپیہ جمع کرکے بعض صاحبوں کے سپرد کیا انہوں نے بیان کیا کہ براہ راست قسطنطنیہ روانہ کر دینگے - اب وہ ایک چھپی ہوئی رسید دکھلاتے ہیں ' اور کہتے ہیں کہ یہ انجمن ہلال احمر قسطنطنیہ سے آئی ہے ' مگر ہم لوگوں کو اطمینان نہیں - کوئی ایسی شناخت بتلائی جاے ' جس کے ذریعہ اصلی رسید کو پہچان سکیں "

(الھـــلال)

شناخت کیا بتلائی جاے - انجمن ہلال احمر قسطنطنیہ کی ایک رسید کا بجنسہ عکس چھاپ دیا جاتا ہے - اسے دیکھہ لیجیے اور خدا را مشتبہ اور خدشے کے مواقع سے بچیے :

انجمن ہلال احمر قسطنطنیہ کی رسید

اصلی رسید اس عکس سے طول و عرض میں دگنی ہے - وہ نہایت قیمتی طباعت کا نمونہ ہے ' اور جس طرح بینک کی چک بکوں ' یا کرنسی نوٹ پر مختلف رنگوں کی نقاشی ہوتی ہے ' اسی طرح کی چھپی ہوئی ہے - چاروں طرف چھوٹے چھوٹے سرخ ہلالوں کی جدول ہے - اندر کی سطح ہلکے آسمانی رنگ کی ' اور وسط میں سرخ دائرۂ ہلال کے اندر ہلال احمر کے دو والنٹیروں کی تصویر ہے - سطح کے اندر سفید حرفوں میں " عثمانی ہلال احمر جمعیتی " نمایاں نظر آتا ہے ' اور بالعموم صدر جمعیۃ یا مفتش کے اسپر دستخط ہوتے ہیں -

جو رسیدیں آپکو دکھلائی گئی ہیں ' انکو بغور دیکھہ لیجیے - اگر ایسی نہیں ہیں تو فوراً دفتر الہلال میں اطلاع دیجیے - یہاں مشتبہ اشخاص و ذرائع کی فہرست مرتب ہو رہی ہے ' اور بذریعہ خط و کتابت تنبیہ و تہدید کا سلسلہ جاری -

مظـــالم بلقـــان

— * —

مظـــالم کا بوٹ

ہمعصر انگلشمین کا نامہ نگار لندن لکھتا ہے :

" جیسا کہ میں بارہا اپنے خطوط میں لکھہ چکا ہوں " ارمینیا کے مفروضہ مظالم کی وجہ سے مسٹر گلیڈسٹون کی بدولت تمام یورپ گونج اٹھا تھا ' اور ترکوں کو ملامت کر رہا تھا - حالانکہ انکا بڑا حصہ تو خود بلغاریا کی ایجاد تھی ' اور کچھہ نہایت روشن اور بے شرم مبالغہ و اغراق - لیکن یہی مظالم کا بوٹ جب دوسرے پیر میں آگیا تو ریڈیکل پارٹی کے پاس اسکے لیے ایک لفظ بھی نہیں تھا !

سر ایڈورڈ گرے نے دیدہ و دانستہ ان قتلہاے عام کی بابت ہمارے قونصل کی رپورٹ کو دبا دیا ہے - لارڈ مارلے انکے اس فعل کی تصدیق میں کہتے ہیں : " اس قسم کے مدفون واقعات کو اکھاڑنا (گو وہ صحیح ہی کیوں نہ ہوں) جذبات کو تلخ کرنا اور صلح کو نا قابل حصول بنانا ہے " مگر مسٹر گلیڈسٹون نے قونصل کی رپورٹ کو دبا دینا تو درکنار (اور اگر دباتے بھی تو کیا دباتے ' انکے پاس کوئی رپورٹ ہی نہ تھی) صوفیا اور ٹرنوا کے قصوں پر اعتبار کرلیا تھا ' اور یہی فرضی قصے تھے جنہوں نے کنسرویٹو پارٹی کو صرف اسواسطے اکھاڑ پھینکا کہ وہ ترکوں کی حامی "

راقم خط اس زمانے میں ڈینیوب میں تھا - اسکے بعد ترکی اور بلغاریا کا سفر کیا - اس بناء پر بذات خود ترکوں کے خلاف مفروضہ الزامات تکذیب کے کیلیے سند و شہادت رکھتا ہے -

تلخیــص جـــرائد عثمـــانیہ

— * —

ایک معرکہ شدید

میدان جنگ سے آئے ہوے تاروں سے معلوم ہوتا ہے کہ گیلی پولی کے قریب ایک شدید معرکہ ہوا ' جسمیں میدان عثمانی فوج کے ہاتھہ رہا -

انسا میلا میں دشمن کو شکست

انسا میلا (واقع گیلی پولی) میں بلغاری قوت اسقدر کمزور ہوگئی کہ تاب مقابلہ نہ لاسکی - ایک شدید معرکے میں سخت شکست اٹھاکے کاوں سے بالکل چلی گئی ہے -

جب سے دشمن کی فوج سامنے سے ہٹی ہے ' عثمانی فوج کی پیشقدمی گیلی پولی سے شمال کی طرف برابر جاری ہے -

ایک خونریز معرکہ

حال میں جنوب چرکس کوئی میں عثمانی اور بلغاری فوج کے تفتیش کن حصوں میں ایک خونریز اور ہولناک رن پڑا - جنگ برچھوں اور سفید ہتھیاروں سے ہوا کی - عثمانیوں نے دشمنوں کو اسکے فوجی مواقع (پوزیشنوں) سے نکالدیا اور خود اس پر قابض ہو گئے - دشمن کے نقصانات شدید تھے - آستانہ میں آئے ہوے تاروں سے معلوم ہوتا ہے کہ جتنے بلغاری شریک جنگ ہوے ' اسمیں سے صرف دس بچے - باقی سب کام آئے - عثمانیوں کو غنیمت میں بکثرت ہتیار ملے -

مقالات

وثائق و حقائق

دیدۂ اعتبار

— * —

گوش سخن شنو کجا، دیدۂ اعتبار کو ؟ ؟

—:*:—

(از جناب مراسله نگار ادیب - از [illegible])

(١)

ایک دن جبکه میں (نظیر آباد) کے چوک سے گذر رہا تھا، میں نے مستقر والے کتب فروش کی دکان کے نیچے بیس تیس آدمیوں کا مجمع دیکھا - ایک بنگالی دکان اور اسکے پاس اسطرح راهگیروں کا جمع هوجانا ' میرے لیے ایک سخت کشش رکھتا تھا - جب میں قریب پہونچا ' تو ان انسانی ستونوں کے درمیان سے پہلی شے ' جو مجھکو نظر آئی ' وہ پانی میں بھیگے هوئے اور خاک آلودہ سیاہ بوٹ تھے - جب میں اس مجمع کے اندر داخل هوا تو کیا دیکھتا هوں که ایک پیکر بادہ خواری ' مجسمۂ سرمستی ' و وجود سرشاری ' سر سے پاوں تک کیچڑ میں نہایا هوا ' جیب مدهوشی میں سرافگندۂ ذلت و رسوائی ' بیٹھا ھے ! !

میں نہیں کہه سکتا که اس مجمع میں کتنے چشمہائے عبرت گیر اور کتنے دیدہ هائے اعتبار تھے ؟ گوشت اور هڈی کے پردہ کے اندر کا حال کون جان سکتا ھے ؟ هاں البته اسقدر بتا سکتا هوں ' که بعض چہرے متاسف ' بعض متبسم ' بعض هاتھه کف افسوس ملنے والے ' اور بعض تالیاں بجانے والے تھے ! !

اس قسم کے واقعات انسانی زندگی میں به کثرت پیش آتے هیں ' لیکن ایک غلط انداز نظر کے بعد وقف فراموشی هو جاتے هیں -

آہ انسان کی غفلت پیشگی ' جو عصیان حیات کی اصلی شراب ھے ! !

* * *

انگلستان کے شاہ چارلس اول کا قتل ' فرانس کے شاہ لوی اور ملکه کا ظالم و تعدی کے هاتھوں مارا جانا ' سنه ١٧٨٩ - کے انقلاب کا ایک ایک واقعه ' نپولین کے عہد عزت و اقبال کے بعد زمانۂ ذلت و ادبار ' اور دور کیوں جایئے ' آپکے لیے موجودہ هندوستان کے خاک کا ایک ایک ذرہ اپنے اندر ایک عبرت رکھتا ھے ' جسکی چشم عبرت اندوز ' باز ' اور دیدہ عبرت پذیر ' بینا هو ' ان سے سبق حاصل کر سکتا ھے -

قدیم لیڈروں کی ذهنیت اور کس مپرسی ' اور جدید مدعیان اصلاح کی آب و تاب اور ظفر مندی ' پھر ان نوخیز مصلحین کی زرد پژمردگی کے آثار کا گذشته یونیورسٹی فونڈیشن کانفرنس کی اشک آلود آواز سے یه مصرع پڑھنا :

حسرت ان غنچوں په ھے جو بن کھلے مرجھا گئے !

ان تمام عبرت آمیز باتوں کے ساتھه ' بلقانی مسلمانوں کے مصائب و آلم کے افسانے ' غرضکه هندوستان ' آجکل ایک عبرت زار هو رہا ھے - در و دیوار سے صداے عبرت آ رهی ھے ' فضاے عبرت چاروںطرف محیط ھے ' اور هوا تک میں عبرت بسی هوئی ھے :

هر گل نو ز گلرخے یاد همی کند ولی
گوش سخن شنو کجا دیدۂ اعتبار کو ؟

* * *

لیکن با وجود اسکے بہت سے آنکھیں هیں جو " علی ابصارهم غشاوہ " کا مصداق هیں - ان پر غفلت کے غلیظ پردے پڑے هوے هیں ' اور وہ دیکھنے نہیں دیتے که گرد و پیش کیا هو رہا ھے ؟ خواب غفلت کا زهر رگ رگ میں سرایت کر گیا ھے اور آلام و مصائب کے ظالم هاتھه اور ذلت و خواری کی بیدرد ٹھوکریں بھی بیدار نہیں کر سکتیں - لیکن جب ایک جسم خوابیدہ ایکطرف تو زور زور سے جھنجھوڑا جا رہا هو اور دوسری طرف بے تکان ٹھکرایا جارها هو ' اور اسپر بھی آنکھیں نه کھولے ' تو جان لیجیے که وہ جسم خفته نہیں بلکه لاش مردہ ھے اور اس غفلت کی موت کے لیے مناسب جگهه ' دنیا کا بستر نہیں بلکه ذلت کی وہ گور ھے ' جو ماضی کے هاتھه اسکے لیے کھود رھے هیں ' اور مستقبل گمنامی کا پردہ اپنے هاتھه میں لیے منتظر ھے -

* * *

یه چند اضطراری خیالات هیں جو زبان قلم سے بے ساخته نکل رھے هیں ' اور جنکا حیز تحریر میں آنا ناگزیر - اسلیے که اگر دل و دماغ سے اٹھے هوے اس طوفان تفکر کو کاغذ پر پھیلنے کی اجازت نه دیجاے ' تو ایک حق پژوہ قلب کے ڈوب جانیکا سخت اندیشه ھے -

(٢)

مضمون کی ابتدا ایک مشاهدہ سے کیگئی - شرابی کا افسانه بیان کرنے سے مقصود ایک محسوس مثال دیکر " عبرت " کی ماهیت ذهن نشین کرنا تھا - " عبرت " منجمله ان هزاروں الفاظ کے ھے جو اگرچه دن میں سو سو مرتبه زبان پر جاری هوتے هیں ' لیکن دماغ پر ایک مدهم نقش اور نہایت دهندلا عکس پڑکر رهجانے کے سوا ' اور کچھه نہیں هوتا - تمام کلیات کا یہی حال ھے - سبب یه ھے که کلیات (١) کا وجود خارج میں نہیں هوتا - " انسان " ایک ایسا وجود ھے که جسکو فلسفی کی نظر کے سوا چشم عالم تک نے از ادم تا ایندم نہیں دیکھا - انسان ' پیش نظر هوتا ھے تو همیشه زید و بکر اور اسی طرح کے دیگر اشخاص و جزئیات کی شکل میں -

" کلیات " جغرافیه کے نقشوں کیطرح هیں که گو اُن کے ذریعه سے معلومات عامه میں اضافۂ خطیر هوتا ھے ' لیکن کوئی متخیل شکل ذهن کے سامنے قائم نہیں هوتی ' اور اسلیے ان اشیاء کے متعلق ایک طرح کی پراگندہ فہمی نفس پر طاری هوکر رهجاتی ھے - اسکے بر خلاف جزئیات کی حالت ھے که وہ مثل تصویر کے هیں ' جسکا اثر براہ راست همارے حواس پر پڑتا ھے اور اسطرح تخئیل کی مدد سے حافظه ایک ایک خط و خال کو محفوظ رکھه سکتا ھے -

جو دماغ فلسفه اور الہیات کے حقائق و مسائل کے پیچیدہ اور دشوار گذار راهوں سے آشنا هیں ' وہ جانتے هیں که محسوس امثال کی دستگیری و رهنمائی کیا معنی رکھتی ھے ؟ یہی وجه تھی که مضمون کی بنیاد ایک محسوس واقعه پر ڈالی گئی اور ایک تجربے کو پیشطاق بنایا گیا ' تاکه خیرہ فہمی نہونے پاے ' اور جب عبرت

(١) انسان ' درخت کتاب ' کلیات کی مثالیں هیں اور ' زید ، عمر ' کوئی خاص درخت ' جزئیات کی - ایک کلی همیشه چند جزئیات کو محیط و حاوی هوتا ھے - (منه)

کا لفظ کان سنیں' تو معاً آنکھوں کے سامنے اسکي مجسم تصویر بھي پھر جائے -

* * *

مظاہر عبرت اسکے سوا اور کچھہ نہیں کہ کسي لغزش یا فروگذاشت کے نتائج کي محسوس و مجسم مثالیں هوں ' اور عبرت سنجي اسکے علاوہ اور کچھہ نہیں کہ ان مثالوں سے هم متاثر هوں - جب هم ایک شرابي کو نالے میں پڑا اور اسکے گرد تماشائیونکو جمع دیکھتے هیں' تو هم در اصل شرابخواري کے چند نتائج محسوسہ مشاهدہ کرتے هیں' اور انکے دیکھنے سے اولاً نفس پر یہ اثر پڑتا ہے کہ خوف و رحم کے مرکب جذبے کو جنبش هوتي هے اور اسکے بعد شراب کے طرف سے ایک طرح کي نفرت پیدا هو جاتي هے - رفتہ رفتہ نصیحت ان جذبات پر تیرتي هوئي ساحل قلب سے جاکر ٹکراتی هے اور "میں شراب هرگز هرگز نہ پیونگا" کي ذهني اور غیر محسوس آواز سے گوشۂ دل گونجنے لگتا هے -

یهي عبرت پذیري کي آخري منزل هے - یہاں پہونچکر وہ نفرت کي ایک متعین اور مستقل شکل بن جاتي هے -

مگر عبرت ربانی کے بہ لحاظ استعداد تحصیل ' مختلف مدارج هیں اور ان مدارج و مراتب کا تعین نتائج مذکورہ کے اس اثر کے لحاظ سے هوتا هے ' جو همارے نفس پر مترتب هوتا هے - کہیں تو اس اثر کا ظہور همارے افعال و کردار میں اسطرح هوتا هے کہ هم شراب سے عملاً سخت پرهیز کرنے لگتے هیں ' اور کہیں نقش نفرت اسقدر گہرا بیٹھہ جاتا هے کہ شراب کا تصور چہرۂ تنفر اور پیشانیے اجتناب کے آثار پیدا کر دیتا هے -

خلاصہ یہ کہ عبرت کے اجزاے ترکیبي یہي چند جذبات هیں اور عبرت سنجی ایک فطري ملکہ هے جو هم میں ودیعت هے - دوسرے قوی کیطرح یہ بھي عدم مشق سے ضعیف هو جاتا هے اور کثرت مشق سے قوي و قوي تر هو جاتا هے - پس هزار افسوس هے کہ اس مفید اور نہایت قیمتي قوت کي مشق کے مواقع بہ کثرت موجود هیں ' لیکن هم غافل هیں - مگدر کي جوڑي سامنے رکھي هے' لیکن کاهلي نے دونوں هاتھہ باندھدیے هیں !

یہ نکتہ ملحوظ خاطر رهے کہ عبرت پذیري صرف دوسرونکي غلطیوں سے نصیحت و سبق حاصل کرنے هي کا نام نہیں هے ' بلکہ خود اپنی غلطیوں سے متاثر و متنبہ هونا بھي اسمیں شامل هے - هر مصیبت ' اور هر وقت ' خواہ اسکا مظہر دوسرا شخص هو یا هم خود اپنے اندر' دیدۂ اعتبار کیلیے ایک پیغام عبرت رکھتا هے -

(۳)

مثلاً اجکل کے تازہ ترین مناظر عبرت اثر میں قومی ریاست اور پیشوائي کا عزل و نصب بھي هے -

اکبر کے تخت حکومت پر بیٹھنے سے قبل لیڈري کي باگ قباؤ دستار کے هاتھہ میں تھي - البتہ کبھي کبھي مقتضیات وقت' تاج و تخت کو دست اندازي کرنے پر مجبور کر دیتے تھے - اکبر کے تخت نشیں هونیکے بعد پانسہ پلٹا' اور (ابو الفضل) کي ضرب کي مدد سے عنان تحکم کچھہ عرصہ کیلیے مذهب کے هاتھہ سے نکلکر سلطنت کے هاتھہ میں آگئي - شکست خوردہ جماعت نے هر چند کوشش کي' لیکن دست حکومت کي گرفت مضبوط تھی -

سترهویں صدي عیسوي کے نصف النہار پر پہونچنے کے بعد ایک زمانہ آیا کہ تاج و دستار میں مصالحت هوئي اور آپسمیں ایسا پیار اور اخلاص بڑھا کہ باگ کا ایک تسمہ تاج نے پکڑا اور دوسرا دستار کے هاتھوں میں نظر آنے لگا - یہ دیکھکر مرهٹي آزمندي کے منہہ میں پاني بھر آیا ' اور تاریخ شاهد هے کہ مرهٹي هاتھہ نے ایک ایسا گستاخانہ جھٹکا دیا کہ لیڈري کي باگ دولت مغلیہ کي سفید چٹکیوں سے نکلکر مرهٹي سیاہ هتیلي میں پہونچگئي - عین اسوقت هم چند یوروپین هاتھوں میں پنجہ بازي هوتے دیکھتے هیں کچھہ عرصہ کے بعد فرانسیسي هاتھہ زیر اور انگریزي هاتھہ زبر نظر آنے لگتا هے اور چشم زدن میں مرهٹي هاتھہ کو هٹا کر عنان حکومت پر قبضہ کر لیتا هے -

اتنے میں ایک بڑے سر والا شخص آتا هوا معلوم هوتا هے - یہ قریب پہونچکر جھک کے سلام کرتا هے - قابض هاتھہ ' باگ پکڑنے کا اشارہ کر دیتا هے - اس نیک مرد کے چلے جانے کے چند اور لوگ آتے هیں (اس عہد کي هسٹري سے اپ خود بخوبي واقف هیں) اور پہلے شخص کي انگلیوں کے نشان پر اپني انگلیاں جما دیتے هیں - لیکن بعض جوانان تند خو' باگ کو قابض هاتھہ کے بالکل قریب مگر بہ لحاظ ادب ' اوپر سے نہیں بلکہ نیچے سے پکڑنا چاهتے هیں - یہ جرات اس هاتھہ کو اور نیز زبر دست عنان گیروں کو سخت نا گوار گذرتي هے -

اس سین پر خاتمہ کا ڈراپ سین ابھي نہیں پڑا هے اور دنیا شوق آلود نظروں سے ٹکٹکي باند هے تماشہ دیکھہ رهي هے -

* * *

اب اگر آپ عہد بہ عہد کے لیڈروں کي فہرست کو' عام اس سے کہ وہ صاحبان دولت و حشمت هیں یا ارباب علم وفضل' اٹھا کر ملاحظہ فرمائیں ' تو هر لیڈر کے نام کے سامنے ذاتي اوصاف ' خصائل و فضائل ' کے کالم لکھے نظر آئیں گے اور منجملہ دیگر اوصاف حمیدہ کے مندرجہ ذیل صفات مشترک و متواتر پائي جائیں گي -

(۱) حق پرستي (۳) خلوص

(۲) انہماک (۴) سرفروشي

اس فہرست میں تمام لیڈر گو دیگر اوصاف کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف هوں لیکن ان صفات میں یکسر متحد تھے - في الحقیقت یہي فضائل اربعہ وہ عناصر اربعہ هیں جنسے ایک حقیقي لیڈر کے کیرکٹر کي ترکیب هے -

اسکے بعد فہرست هذا کے تیسرے کالم پر نظر ڈالیے' تو آپکو "معائب و رذائل" کا عنوان نظر آئیگا اور اس کالم کے نام کے مقابل' اسکے معائب و قبائح درج هونگے - اس کالم میں اور سب عیب لکھے هونگے لیکن یہ نہونگے -

(۱) امانت شکني (۳) غرضمندي

(۲) بد دیانتي

ایک حقیقي لیڈر کا اخلاق ان متعفن اور زهریلے رذائل ثلاثہ سے همیشہ پاک هوگا -

اس کے ساتھہ هي یہ امر مکنون خاطر رهے کہ لیڈر کي صرف پبلک زندگي موضوع تنقید واحتساب هو سکتي هے ' اسکي پرائویٹ زندگي سے تعرض نہیں کیا جاتا - اور لیڈروں کے رذائل و معزولي کے اسباب انکي پرائویٹ زندگي کے معائب کبھي نہیں هوتے ' بلکہ همیشہ انکي پبلک زندگي کے نقائص - آجکل کے روبہ عزل و تنزل لیڈرونکو بھي انکي پرئیویٹ زندگي کے معائب نے نہیں' بلکہ پبلک زندگي کے رذائل ثلاثہ نے سرنگوں کیا هے - دیدۂ اعتبار کے لیے یہي مقام عبرت هے -

لیکن عبرت کیلیے یہ اعتقاد نہیں هونا چاهیے کہ ایک شخص ٹھوکر کھاکر گرپڑے تو پھر اٹھکر چلنا گناہ هے - نہیں' اگر باقتضاے بشریت پالے اخلاق کو لغزش هوئي ' تو مضایقہ نہیں - اصلاح کي کوشش کیجیے اور اپنے اندر فضائل اربعہ پیدا کیجیے'

اور رذائل ثلاثہ کا ازالہ کیجیے - کیونکہ بغیر اسکے ایک مشت خاک لیڈر نہیں بن سکتا -

جو بد دیانتیاں اسوقت منظر عام پر آچکي هیں ' اور چاهیے کہ اپنے دلمیں منفعل هوں ' توبہ کریں ' آیندہ اصلاح کا عزم جازم کریں - اور جو سرائر ابهي پردۂ نمایش کے اندر مخفي هیں ' انکے لیے بهي سبق عبرت حاصل کریں ' اسلیے کہ خیالات فاسدہ کے هاتهوں انکو بهي روز بد دیکهنا پڑیگا - والله مخرج ما کنتم تکتمون -

" لیڈر " کچهہ زید ' عمر ' بکر ' کا نام نہیں ' بلکہ عبارت هے صفات مذکورہ کے مجموعہ سے - فطرت انساني هر اس شخص کو لیڈر ماننے کے لیے طیار هے ' جسکے اندر فضائل اربعہ مجتمع هوں ' اور اسکي ذات رذائل ثلاثہ سے پاک هو -

سر (آغا خاں) هوں یا سر (علي محمد خاں) ' (کامریڈ) هو یا (الهلال) - کوئي هو ' هم اسي شخص کو لیڈر تسلیم کرینگے جو مندرجۂ ذیل شرائط پوري کرے -

(١) حق پرستي میں استقلال هو - شوکت و جاہ ' عظمت و اقتدار ' حرص مال ' هوس القاب ' غرضکہ کوئي دنیاوي ترغیب ' دامن صداقت چهوڑا دینے میں کامیاب نہو -

(٢) قومي کاموں میں تن آساني اور آرام طلبي کو جگہ ندیجائے اور کامل جانفروشي کے ساتهہ قومي مفاد حاصل کرنے کي کوشش کي جاے

(٣) خلوص کے جعلي اظہار ' اور مصنوعي انہماک سے سخت پرهیز کیا جائے - یاد رکهنا چاهیے کہ مصنوعي انہماک اور جعلي خلوص ' جعلي نوٹ کیطرح ایک دن ضرور پکڑے جائینگے - اسلیے کہ جسطرح جعلي نوٹ چلانے والے کي آواز میں خوف پنہاں ' اور هاتهہ کي حرکت میں ایک غیر محسوس رعشہ پوشیدہ هوتا هے ' اسیطرح جعلي خلوص نمائي ' اور مصنوعي انہماک آرائي اپنے اندر مکر اور فریب کي کهتک رکهتي هے ' جسکو دیدہ وري اور ژرف نگاهي کي آنکهہ جلد سے جلد محسوس کرلیتي هے ' اور اس سے چهپ نہیں سکتي -

(الهـــلال)

همارا مدت سے ارادہ تها کہ الهلال میں ایک باب کسي ایسے عنوان کا رکهیں ' جسکے نیچے متفرق طور پر هر طرح کے خیالات ' جو ایک مطالعہ دوست و صاحب فکر دماغ میں همیشہ گذرتے هیں ' اور کسي مستقل مضمون کي صورت میں جمع نہیں کیے جاسکتے ' شائع هوں -

مختلف امور کے متعلق بیسیوں ایسے خیالات همارے دماغ میں گذرتے هیں ' جنکو اگر قلمبند کیا جاے تو موجب بصیرت هوں ' لیکن ضائع جاتے هیں - کتابوں کے مطالعہ کے وقت آرا و معلومات کو جنبش هوتي هے ' اور اگر متفرق نوٹوں کي صورت میں اسکا ما حصل محفوظ هو جاے ' تو اکثر حالتوں میں مفید هو ' مگر ایسا نہیں هوتا - (وثائق و حقائق) کي سرخي اسي غرض سے هم نے قائم کي هے -

بعض چیزیں کمپوز کرنے کیلیے دینا چاهتے تهے کہ یہ مضمون پہنچا - جذبۂ عبرت پذیري پر (گو نا مکمل اور سرسري طور پر) مگر اچهے لفظوں میں اظہار خیالات تها - اسلیے اسي کو اس عنوان کے نیچے بایں خیال درج کر دیا گیا ' کہ کسي خاص سلسلۂ و ترتیب سے مربوط نہ تها -

اس مضمون میں دو خیال ایسے ظاهر کیے هیں ' جنسے هم متفق نہیں - ایک مضمون کے تیسرے کالم میں یہ خیال کہ " لیڈري

انتقـاد

— * —

مطبـوعـات اردو

—:*:—

نہایت شرمندہ هیں کہ ریویو کیلیے کتابیں بکثرت آئي رهیں لیکن هم نے اجتک ایک لفظ نہیں لکها - بعض حضرات کي شکایتیں اس بارے میں سوء ظن تک پہنچ گئي هیں ' مگر اپني مجبوریوں کو کیا کریں ؟

سب سے پہلي بات یہ کہ الهلال کے پیش نظر جو نمونے هیں ' وہ هندوستان سے باهر کے هیں - جب احباب اپني عزت افزائي سے تعریف کرتے هیں ' تو هم اپنے دل میں شرمندہ هوتے هیں کہ اٹهہ دس صفحوں میں چند ادهر ادهر کے مضامین شائع کردینے کے سوا اور اسمیں هوتا هي کیا هے ؟ یورپ کے رسائل کو چهوڑ دیجیے ' کم از کم ترکي کے بعض ترقي یافتہ رسائل کي ضخامت اور تنوع مضامین کا مقابلہ تو کر سکتا - لیکن ساتهہ هي همیں یاد آجاتا هے کہ اُن رسائل کي قیمت کتني هے ' اور کتنا وسیع حلقۂ اشاعت اپنے ساتهہ رکهتے هیں ؟

این نیست کہ صحراے سخن جادہ ندارد
واژوں روش کج نظري را چہ کند کس ؟

ان حالات کي وجہ سے اگر کتابوں پر ریویو کا صفحہ بهي همیشہ الهلال میں رکها جاے تو اور ضروري مضامین کیلیے جگہ کہانسے آے ؟

پهر اس سے بهي بڑهکر دقت یہ هے کہ ابناے عصر نے " ریویو " کو " تقریظ و مدحت سرائي " کا مرادف سمجهہ لیا هے ' اور جب کبهي کوئي چیز اخباروں میں ریویو کیلیے بهیجي جاتي هے ' تو مقصود یہي هوتا هے کہ اسکي تعریف کي جاے - فقہا کا اصول هے کہ " اصل هر شے کي اباحت هے تا وقتیکہ کوئي شے عارض حرمت نہو " اسي طرح اخبارات نے بهي یہ اصول قرار دے لیا هے کہ " اصل

[بقیہ پہلے کالم کا]

دي بنگ کا ' تاج سلطنت اور دست علما میں مشترک طور پر آنا ' مرهٹي اقتدار اور زوال دولت مغلیہ کا سبب هوا "

اس سے مقصود (اورنگ زیب) کا کیریکٹر هے - مگر یہ خیال صحیح نہیں ' واقعات تاریخي کے خلاف هے ' نیز زوال دولت سے اسے کیا تعلق ؟ - والقصہ بطولها -

نیز لکها هے کہ " لیڈر کي صرف پبلک زندگي زیر احتساب هو سکتي هے ' نہ کہ پرایویٹ " ایک لحاظ سے تو یہ صحیح هے - قرآن کریم نے بهي سورہ (حجرات) میں فرمایا هے کہ " ولا تجسسوا " تجسس نہ کرو - لیکن اس سے ایک اصولي غلط فہمي بهي پیدا هوتي هے - همارا ذاتي اعتقاد یہ هے کہ " لیڈر " کیلیے اولین شے یہ هے کہ اسکي زندگي اپنے تمام اعمال ظاهر و باطن حتی کہ جزئیات حیات میں بهي قوم کیلیے ایک نمونہ هو - پس جو شخص اپنے آپ کو اس حیثیت سے پیش کرتا هے ' ضروري هے کہ اسکي زندگي میں کوئي راز نہو ' اور اسکي پرائیوٹ لائف بهي ایک کهلا صفحہ هو - قوم کو حق حاصل هے کہ وہ صرف اسٹیج هي پر نہیں ' بلکہ اسکے گهر میں بهي اسکا تعاقب کرے - همارے سلف صالحین نے پیشوائي کے یہي معني هم کو سمجهاے هیں -

فکاهات

— * —

یونیورسٹی فونڈیشن کمیٹی کا اجلاس لکھنو

۲۸ - دسمبر - سنہ : ۱۲ ۱۹ -

یه فیض ہے جماعت " احرار " کا غرور * اب قوم کو جو شخص پرستی سے عار ہے
آزادی خیال کا جو کچھه که ہے اثر * یه سب اُنهی کی فیض کا منت گذار ہے
لیکن یه دیکھنا ہے که یه عزم ' یه ترنگ * ہے دیر پا ' که جوش جنون بہار ہے ؟

* * *

اب کے جو لکھنؤ میں دکھایا گیا سماں * سچ پوچھیے تو مضحکهٔ روزگار ہے
دیکھا یه پہلے دن ' که ہر اک گوشهٔ بساط * میدان رزم و عرصه گه گیر و دار ہے
غل ہے که " مقدمة الجیش " آگیا * اب انتظار فوج یمین و یسار ہے
احرار کی صفوں کی صفیں ہیں جمی ہوئیں * مجلس تمام ' عرصه گه کارزار ہے
استیج پر ہر ایک بپھرتا ہے اسطرح * گویا حریف رستم و اسفند یار ہے
هات اُتھه رہے ہیں ' یا علم فتح ہے بلند * چلتی ہوی زبان ہے ' یا ذو الفقار ہے
ہر نوجواں ہے نشهٔ آزادگی میں مست * جو ہے وہ حریت کا سر پر خمار ہے
احرار کہه رہے ہیں : " نه مانینگے ہم کبھی * ودٹسو کا ویسراے کو کیا اختیار ہے ؟
الحاق اگر نہیں ہے تو ہر سعی ہی عبث ' * مسلم کا لفظ خاص همارا شعار ہے "
جو والیان ملک ' که تھے زیب انجمن * سب دم بخود سے تھے که یه کیا خلفشار ہے ؟

* * *

یا صبح دم جو دیکھیے آکر تو بزم میں * نے وہ خروش و جوش نه وہ گیر و دار ہے
ٹوٹی ہوی صفیں ہیں ' علم سرنگوں ہیں سب * بازوے تیغ گیر جو تھا ' رعشه دار ہے
" سازش " کا ایک جال بچھایا ہے ہر طرف * ہر شخص اُسکی فکر میں مصروف کار ہے
سرمستیاں ہیں دور قدح ہاے راز کی * ہر شخص " حکمت عملی " کا شکار ہے

* * *

جو بات کل تلک سبب ننگ و عار تھی * وہ آج مایهٔ شرف و افتخار ہے
جس بات پر که نعرهٔ نفریں بلند تھے * اب وہ قبول خاطر ہر ذی وقار ہے
کل کہه چکے ہیں کیا ؟ یه نہیں اب کسی کو یاد ' * اب نکته هاے زیر لبی پر مدار ہے
خود آپ اپنے هات سے کھائی ہے ' گو شکست * کہتے ہیں پھر ' " یه فتح مبین یادگار ہے "

* * *

حیران تھے عوام که کیسا ماجرا ہے یه ؟ * یه کیا دو رنگیے چمن روزگار ہے ؟
" احرار " کا طریقهٔ عمل ہے اگر یہی * پھر کامیابیوں کا عبث انتظار ہے

(کشاف)

سوٹ ابل سلف گورنمنٹ

Suitable Self Government.

— : * : —

کل کہه رہی تھی لیگ یه احرار قوم سے : * " جو جو بلا نیں مجھه پڑی نہیں وہ هٹ گئیں
اب قید " سوٹ ابل " سے ہو کب دیکھیے نجات * وہ بیڑیاں تو خیر کسی طرح کٹ گئیں "

" متین الله " اور " جوش محمد "

اعتدال آنے نه پایا ہے نه آئیگا کبھی * اپ کی طرح سے مجھکو بھی یہی کھٹکا تھا
یه تو ہونا ہے که اُچھلے کی اُسی زور سے اب * آپ نے قوم کو جس زور سے دے پٹکا تھا

(نقاد)

ناموران غزوه بلقان :

انقلاب عثمانی

انجمن اتحاد و ترقی کی نئی وزارت ، انقلاب کے دوسرے دن

(۱) اسکیان افندی وزیر محکمه پست و تاغراف
(۲) شیخ الاسلام
(۳) شاهزاده سعید حلیم - پریسیڈنٹ پارلیمنٹ و وزیر خارجیه
(۴) جلال بک وزیر معد نیات و زراعت
(۵) مارشل محمود شوکت پاشا وزیر اعظم و وزیر جنگ
(۶) ابراهیم پاشا وزیر عدالت
(۷) حاجی عادل بک وزیر داخلی
(۸) رفعت بک وزیر مال
(۹) بزدیا افندی وزیر پبلک ورکس

نصـــرت غيبـــي

مصطفى پاشا اور ايدريا نوپل کے درميان فوجي حملے کے سلسلے کو منقطع کرنے کيليے بلغاريوں نے درياے ماريزا پر ايک پل بنايا تها - جس سے جنوبي اور شمالي فوج کا سلسله باهم مل گيا تها - بالکل سواروں کا ايک فوجي دسته وهاں متعين کيا گيا ، جو منتظر تها که اگر ترک اپنے ہراے مورچوں پر قبضه کرنا چاهيں ، تو فوراً گوله باري شروع کر ديں

ليکن قدرت الهي نے ايک عجيب کرشمه دکهلايا - قبل اسکے که ترک اس پل پر سے آنے والوں کے حملے کا نشانه بنيں ، درياے ماريزا ميں ايک شديد طغيان پيدا هوا ، اور نهايت تعجب اور حيرت کے ساتهه خود ترکوں نے ديکها که پل ٹوٹ گيا هے اور اسکے تختے پاني ميں بهه رهے هيں !!

شهید راه کشف و علم پرستی !

قطب جنوبی [illegible]
[illegible] روبرت اسکات
(۱) مسز اسقات [illegible] (۲) مسز اسقات [illegible] (۳) مسز اسقات [illegible]

(۱) کپتن اسکاٹ

(۲) مسٹر اسکاٹ مع اپنے رفقائے سفر ، جو انکے ساتھہ راہ اکتشاف و علم پرستی میں شہید ہوے -

(۳) قطب جنوبی کی اقلیم برف کا ایک نظارہ - برف کی سطح پر خیمے اور انسان برف کے دیوتا سے لڑ رہا ہے -

نقد اور ریویو کی مدح ہے ' تا وقتیکہ ہمارے اغراض ذاتی کے منافی نہو "

یہ اصول خواہ کتنا ہی قابل ذم ہو ' مگر اسمیں شک نہیں کہ آسان بہت ہے - کتابوں کا ڈھیر سامنے رکھا ' اور رسمی الفاظ مدح و تحسین تقسیم کرتے گئے -

کاش اس آسانی اور سہل کاری سے ہم بھی فائدہ اٹھا سکتے - مگر افسوس کہ ہمارے لیے ہر کام میں دقتیں ہی ہیں - ہم چاہتے ہیں کہ جسقدر کتابیں ریویو کیلیے آئیں ' جب تک انپر ایک کافی نظر نہ ڈال لیں ' اور شنا سانہ راے دہی کیلیے مستعد نہو جائیں ' ایک لفظ حوالۂ قلم نہ کریں - ریویو نویس در حقیقت پبلک کی طرف سے بہت بڑی ذمہ داری اپنے سر رکھتا ہے - وہ لوگوں کو مشورہ دیتا ہے کہ فلاں کتاب کا مطالعہ کریں ' اور فلاں اخبار خریدیں - پس بہت ضروری ہے کہ یہ مشورہ پوری امانت داری اور دیانت پژوہی کے ساتھہ ہو ' کہ " المستشار موتمن "

لیکن اسکے لیے بڑا وقت چاہیے - جن لوگوں کو اپنے کتب خانے کی تازہ ترین اور جدید الاشاعہ ذخیرۂ علوم کے مطالعہ کا موقعہ نہیں ملتا ' وہ آجکل کے اردو پریس کی نکلی ہوئی مطبوعات کے مطالعہ کیلیے کہاں سے وقت لائیں ؟

ممکن تھا کہ یہ کام ہم کسی اور صاحب کے حوالے کر دیتے ' مگر اول تو ابھی دفتر خود ہی قحط الرجال کا مرثیہ خواں ہے ' پھر ڈرتے بھی تھے کہ الہلال میں جو کچھہ نکلیگا ' وہ ہماری طرف منسوب ہوگا اور کتابوں کی نسبت نہیں معلوم کیسا راے قایم کی جاے اور لکھدیا جاے !

ایک یورپ کے اخبار و رسائل ہیں ' جنکو علم و فن کی بہترین مطبوعات کے نقد کیلیے جگہہ نکالنی پڑتی ہے - ایک ہماری قسمت ہے کہ ہر شخص جو قلم پکڑسکتا ہے ' چند صفحے سیاہ کرکے چھپوا لیتا ہے اور پھر تمام اخبارروں کو ذمہ دار سمجھتا ہے کہ کیوں نہیں اپنے کالم کے کالم اسکی مدحت سرائی کیلیے وقف کر دیتے ؟

بہر حال اس مشکل کا علاج کچھہ نہیں - کتابیں ہر طرح کی اس کثرت سے جمع ہوگئی ہیں کہ اگر چند سطروں میں بھی ذکر کیا جاے ' تو بھی صفحوں کے صفحے مطلوب - ہم آجتک اس امید سے جمع کرتے رہے کہ شاید دیکھنے کا وقت ملے ' مگر افسوس کہ آجتک وقت نہیں ملا ' اور کس کو معلوم کہ کل ملے گا ؟ مجبوراً بالفعل یہی کرتے ہیں کہ کتابوں کی ایک ڈھیری بغیر کسی ترتیب و تقدم و تاخر کے سامنے رکھہ لیتے ہیں ' اور ٹائٹل پیج ' فہرست ' اور درمیان کے صفحوں پر ایک نظر ڈالکر ' لکھنا شروع کر دیتے ہیں - یہ ریویو نہیں بلکہ ایک طرح کی رسید کتب ' اور یا محض اعلان ہے - سردست اسی پر قناعت فرمائیے - حضرات مصنفین کرام سے معافی خواہ ہیں اس تاخیر کیلیے ' جو ہونی ' اور اس اختصار کیلیے جس پر خود بھی ہم متاسف ہیں - آیندہ نمبر سے یہ کام کسی اور صاحب کے متعلق کر دیتے ہیں ' اور پھر امید ہے کہ شکایت کا موقعہ نہو -

یہاں یہ ظاہر کردینا ضروری ہے کہ " انتقاد " الہلال میں ایک ضروری باب رہے گا ' جسکا اصلی مقصد یورپ اور ممالک اسلامیہ کی جدید مطبوعات پر نقد و بحث و مذاکرہ ہے ' یا پھر ہندوستان کی بعض مخصوص اور اہم مطبوعات پر ' مثلاً (کتاب الانساب سمعانی) پر ہم ریویو لکھہ رہے ہیں ' جو حال میں یورپ سے شائع ہوئی ہے -

ترجمۂ تفسیر کبیر

اردو جلد اول

— * —

ادارہ الہلال

علامۂ (رازی) رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر کبیر کا یہ اردو ترجمہ ہے ' جس کو جناب مولوی محمد اسحاق صاحب دہلوی نے مرتب فرمایا ہے -

تفسیر (کبیر) کی نسبت اگر کچھہ لکھوں تو کئی صفحے مطلوب - کبھی نہ کبھی تفصیلی طور پر اس موضوع پر لکھنا ضرور ہے ' لیکن یہاں اسقدر لکھدینا کافی ہے کہ (تفسیر کبیر) علم تفسیر ' کلام و عقائد ' اختلاف ملل و مذاہب ' اور جمع معقول و منقول کا ایک ایسا ذخیرہ ہے ' جو اگر آج موجود نہوتا ' تو نہیں معلوم کن کن اہم مباحث اور معلومات سے ہم محروم رہجاتے ؟

قدماء (معتزلہ) نے تطبیق معقول و منقول اور انداز کلام و حکمت پر تفسیر لکھنے کی بنیاد رکھی - تاریخ و تراجم میں ہم ان تفسیر کا حال پڑھتے ہیں - مگر بدقسمتی سے (فہرست ابن الندیم) اور (حاجی خلیفہ) کے باہر انکا کوئی وجود نہیں - وہ تمام سرمایہ ہماری محرومی سے ضائع ہوگیا - آج نہ (قفال کبیر) کی تفسیر کا پتہ ہے نہ (ابوبکر اصم) کا - نہ (ابو القاسم بلخی) کی تفسیر ملتی ہے ' جسکی نسبت (ابن خلکان) لکھتے ہیں کہ " ۱۲ - جلدوں میں تھی اور تاریخ اسلام میں پہلی ضخیم تفسیر ہے " اور نہ (ابو مسلم اصفہانی) کی وہ تفسیر (جامع التاویل والمحکم التنزیل) ملتی ہے ' جو فی الحقیقت ایک ذخیرۂ مباحث حکمیہ و معارف کلامیہ تھی ' اور جسکی نسبت خود امام رازی کا قول ہے کہ " حسن الکلام فی التفسیر ' کثیر الغوص علی الدقائق و اللطایف "

اگر امام (طبری) کی تفسیر نہ نکل آتی ' تو حکیمانہ انداز کی تفسیر کی طرح ' نقل و روایات و جمیع احادیث و آثار کا بھی تفسیر میں کوئی بڑا ذخیرہ ہمارے پاس نہ تھا -

بس تفسیر کبیر قرآن مجید کے اکثر مشکل مقامات تفسیر کی نسبت جو عمدہ اور بصیرت افزا مباحث رکھتی ہے ' اس سے بھی بڑھکر ہمارے نزدیک اسکی خصوصیت یہ ہے کہ آج یہی ایک تفسیر ہے ' جسکے ذریعہ سلف و قدماء کے معارف و مباحث کا پتہ چل جاتا ہے ' اور ہر مسئلہ کی نسبت ہر طرح کی آرا و توجیہات سامنے آجاتی ہیں - اگر یہ تفسیر نا پید ہو جاتی ' تو نہیں معلوم کیسی سخت تاریکی میں ہم اپنے آپ کو پاتے -

جناب مولوی اسحاق صاحب نے اسی تفسیر کے اردو ترجمہ کی بنا ڈالی ہے ' اور اسکا پہلا ٹکڑہ ہمارے سامنے ہے - سر سری نظر میں ہم جسقدر اندازہ کر سکے ' ترجمہ سلیس ' عام فہم ' اور مطلب خیز ہے - تقطیع بڑی ' اور کاغذ اور چھپائی نہایت عمدہ - سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس کتاب کے عالی ہمت پبلیشر نے ہمکو اطلاع دی ہے کہ جسقدر نسخے اسکے فروخت ہونگے ' انکی نصف قیمت چندہ (ہلال احمر) میں دیدینگے ' اور اسکا حساب دفتر الہلال کے ذمے چھوڑ دیا ہے - پس ہم سفارش کرتے ہیں کہ ناظرین الہلال ایک ایک نسخہ اس کتاب جلیل کا ضرور خریدیں - انکی ہر طرح کی معلومات میں اضافۂ خطیر ہوگا -

مذاکرۂ علمیہ

قطب جنوبي

— * —

کپتان روابرت اسکات

— * —

بحر انطلاطیک کا افسانۂ غم

— * —

(۱)

تمہید

تمدن یورپ کے خال و خط میں جو چیز سب سے زیادہ نمایاں ہے ' وہ اسکی علم پرستی ' اور پھر علم پرستي کي راہ میں طلب صادق ہے -

طالب صادق مطلوب کي تحصیل میں پامردي ' سرفروشی ' اور سرگرمي کے ساتھہ مصروف رہتا ہے - نہ ناز و نعم اور راحت و آرام اسکے لیے بند پا ہوتے ہیں ' اور نہ مساعي کي ناکامي اور اشخاص کي موت اسکے لیے حوصلہ گسل ہوتي ہے - اسکي نظر میں مطلوب اور صرف مطلوب ہوتا ہے - وہ ہر ممکن کوشش کرتا ہے اور اسوقت تک کرتا رہتا ہے جب تک کہ مطلوب حاصل نہ ہو جائے یا ہستي کي کل سانس نہ ہو جائے :

دست از طلب نہ دارم تا کام من برآید
یا تن رسد بجاناں یا جاں ز تن برآید

اس محک پر یورپ کي علمي ' صنعتي ' تجارتی ' مذہبی ' غرض کہ تمام اصناف طلب میں سے ایک ایک کو کسو ' تم کو صاف نظر آئیگا کہ ہر طلب ' طلب صادق ہے - اسي صدق طلب میں یورپ کي تمام کامرانیوں کا راز مضمر ہے -

یورپ کي تاریخ صدق طلب کي صدہا عجیب پرزور اور پر احترام مثالوں سے لبریز ہے ' اور جیسا کہ زندہ اقوام کا قاعدہ ہے ' ہمیشہ اس فہرست میں نئے نئے اعداد کا اضافہ ہوتا رہتا ہے -

من جملہ انکے بیسویں صدي میں صدق طلب کي ایک درخشاں مثل (بحر انطلاطیق) کي انکشافات کا وہ افسانۂ غم ہے ' جسکا تذکرہ اب تک صفحۂ جرائد پر جاري ہے ' اور صفحات قلوب پر ہمیشہ منقش رہے گا -

بحر انطلاطیق میں اکتشافي مہموں کي اجمالي تاریخ

بحر انطلاطیق کے طول و عرض کوہہاے برف کي تحقیقات کا خیال سب سے پہلے سنہ ۱۷۳۸ - میں ایک فرانسیسي سر فروش و اکتشاف دوست ' بورویت (Bovet) نامي کے دل میں پیدا ہوا ' اور وہ اس مہم پر روانہ ہو گیا ' لیکن چنداں کامیابي نہیں ہوئي - (بوریت) کے بعد کیپٹن کک (Captain cook) ۱۷ - جنوري سنہ ۱۷۷۳ - میں اسي مہم پر روانہ ہوا - یہ دوسري کوشش نسبۃً کامیاب ثابت ہوئی (کک) حلقہ انطلاطیق سے گذرتا ہوا عرض البلد کے ۷۱ - درجہ اور ۱۰ - دقیقہ تک جانب جنوب پہنچ گیا تھا ' لیکن اس سے آگے نہ بڑھ سکا -

نیم کامیابي طلب صادق کے لیے مہمیز ثابت ہوتي ہے - یکے بعد دیگرے پیہم چند مہمیں اور روانہ ہوئیں ' اور مجاہدین علم کي جاں فروشیوں کا سلسلہ برابر جاري رہا -

سنہ ۱۸۲۲ - میں تحقیقات کا ایک قدم اور آگے بڑھا - ویڈل (Weddel) نامي ایک اسکاچ کي مہم تین درجے اس مقام سے آگے تک پہنچ گئي ' جہاں تک کہ کک کي مہم پہنچي تھی -

سنہ ۱۸۳۹ - میں ایک مہم ایریبس (Erebus) اور ٹیرر (Terror) نامي دو جہازوں میں امیر البحر سر جیمس روس (Sir James Ross) کي زیر قیادت انگلستان سے روانہ ہوئي -

یہ مہم کوہ پیکر دیوارہاے برف کو چیرتي ہوئي ' ڈھائی میل پار نکل گئي - نوکشف شدہ زمین کا نام جنوبي وکٹوریا لینڈ (South Victoria Land) اور اسکي بلند چوٹیوں میں سے ایک کا نام ایریبس مونٹ (Erebus mount) ' دوسرے کا نام (ٹیرر مونٹ) (Terror mount) اور تیسرے کا نام روس باریر (Ross Barriar) رکھا گیا -

روس کي اس بے عدیل کامیابي نے اسکو دوسري مہم کي ترغیب دلائي -

سنہ ۴۱ - و ۴۲ - کے درمیان میں وہ پھر روانہ ہوا ' اور ایک قطعہ زمین کے ظہور کا اعلان کیا - اسي کو بعد میں اسکاٹ نے دریافت کیا ' اور کنگ ایڈورڈ دي ففتھ لینڈ (King Edward VII land) نام رکھا -

گو اس دفعہ اسکي کوشش تاج کامراني زیب سر نہ کرسکي ' مگر تاہم اسکو ایک نمایاں شعاع امید نظر آئي ' جسکي روشني میں وہ تیسري دفعہ پھر روانہ ہو گیا -

روس کے تیسرے سفر نے اس برفستان کے متعلق جغرافي معلومات میں اضافۂ خطیر کیا - سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ قطب تک سفر کا راستہ کھل گیا -

یہي کامیابیاں ہیں ' جن کي بدولت صف مکتشفین میں روس سب سے زیادہ بلند نشست پر متمکن نظر آتا ہے -

روس کے بعد کمانڈر جیرلیچ (Gerlache) کے زیر قیادت اور بلجیم کي حکومت کي زیر سرپرستي ایک مہم روانہ ہوئي - یہ مہم ۷۱ - درجہ ج ' تک پہنچي - اثناء سفر میں اس کو نہایت خوفناک شدائد کا سامنا ہوا ' بلکہ واقعہ یہ ہے کہ اگر اکتشاف قطب شمالي کے مشہور فسانہ طراز : ڈاکٹر کک (Cook) کے بہادر ہاتھہ مدد کے لیے نہ بڑھتے ' تو یقیناً یہ مہم فنا کے ناپیدا کنار سمندر میں غرق ہو گئي ہوتي - (جیر لیچ) کی مہم کے بعد سے انیسویں صدي کے آخر تک کوئي عظیم الشان مہم نہیں گئي -

بیسویں صدی کے آغاز نے شوق اکتشاف کا ایک نیا دور شروع کیا صلاے سرفروشي کے زمزمۂ شہادت نے روس کا زمانہ یاد دلا دیا - جرمنی ' اسکاٹلینڈ ' اور برطانیہ نے اکتشافي مہمیں روانہ کیں - جرمني کی مہم گاس (Gauss) کے زیر قیادت تھي ' جو سنہ ۱۹۰۳ - میں واپس آئي - اسکو گو کوئي نئی زمین نہیں ملی ' مگر نہایت اہم علمي نتائج سے پر دامن آئي - اسکاٹلینڈ کي مہم اسکاٹیا (Scotia) نامی جہاز میں ڈاکٹر ڈبلیو - ایس - بروس (Dr. W. S. Bruce) کے زیر قیادت تھي - یہ جرمني کي مہم سے زیادہ کامیابي ثابت ہوئي - عرض البلد کے ۸۲ - درجے اور ۲۷ - دقیقے ج تک بڑھتي ہوئی چلي گئی تھی - چند مقامات دریافت بھی کیے ' جنکا نام کنگ ایڈورڈ لینڈ (King Edward Land) ' ماونٹ مارکم (Mount Markham) ' اور (Mount Long Staffe) رکھا گیا - ان مقامات کے علاوہ جنوبي ملک کے طبقات الارض اور علم النفس کے متعلق نہایت بیش بہا معلومات کے ساتھہ واپس آئي تھي -

برطانوي قومی مہم اسي کیپٹن اسکاٹ کي زیر قیادت تھی ' جسکي حسرت انگیز موت کا افسانہ آج ایک عالم کی زبان پر جاري ہے - اس تمہید سے مقصود یہ تھا کہ اُسکے حالات کي طرف متوجہ ہوں -

عام حالات

(اسکاٹ) کا پورا نام رابرٹ فیلکن اسکاٹ ' اور باپ کا نام جان ایدورد اسکاٹ ہے - جون سنہ ۱۸۶۸ - کو بمقام آوٹ لینڈس دیونپورٹ پیدا ہوا - اپنے خاندان میں سب سے بڑا تھا - تعلیم سٹوبنگٹن ہاوس (Stubbington House) میں ہوئی - تعلیم کے بعد سنہ ۱۸۸۲ - میں صیغۂ بحریہ میں داخل ہوا - سنہ ۱۸۶۸ - میں ترقی پاکے ایچ - ایم - ایس میجیٹک کا تار پیڈو لفٹننٹ ہوا - دوسرے برس فرسٹ لفٹننٹ ' اور تیسرے برس کمانڈر ہوا - سنہ ۱۹۰۴ - میں کیپٹن کے درجہ تک ترقی کی ' پھر سنہ ۱۹۰۵ - میں آنریبی ڈی - ایس - سی آف کیمبرج اور مینچسٹر بنایا گیا - سنہ ۱۹۰۸ - میں اس نے متوفی کیفن لارڈ برزس کی لڑکی (کیتھرائن) سے شادی کی -

اسکاٹ لینڈ ' امریکہ ' سویڈن ' ڈنمارک ' فلیڈیلفیا ' اور اٹلی کی جغرافی انجمنوں اور نیز شاہی جغرافی انجمن نے اسکو طلائی تمغے دیے تھے -

آغاز شہرت

قدرت کا ہاتھ صلاحیت اور تناسب کا خالق ہے - جس شخص کے لیے وہ تشریف شہرت قطع کرنا چاہتا ہے ' اسکا اندام بھی ویسا ہی بناتا ہے - اسکاٹ نے ۱۴ - برس کے سن میں طالب علمانہ زندگی ختم کی - سرد ممالک میں ۱۴ - کا سن ایسا ہی ہے ' جیسے ہندوستان میں ۸ - یا ۹ - برس کا - اسلیے پیش دست لڑکوں کی طرح صیغۂ بحریہ میں داخل ہوا اور اپنے بالا دستوں کے احکام کی تعمیل کرنے لگا - اس بچے سے چھوٹے چھوٹے کام لیے جاتے تھے ' اور اسی طرح لیے جاتے جسطرح کہ بچوں سے لیے جاتے ہیں - مگر یہ کسے معلوم تھا کہ جو بچہ آج اسقدر چھوٹے چھوٹے کام کر رہا ہے ' وہی کل اتنا بڑا کام کریگا ' جسکی نظیر پیش کرنے سے جہاز رانی کی تاریخ قاصر ہوگی ؟ اور جس بچے کی بحری زندگی کا سب سے پہلا دن اسقدر بے شان ہے ' اسکی بحری زندگی کا سب سے آخری دن اسقدر پر شان ہوگا ؟

وہ ۱۵ - برس کی عمر تک کام کرتا رہا - سولھویں برس ایچ - ایم - ایس میجیٹک کا تار پیڈو لفٹننٹ بنایا گیا - پھر ایک سال کے بعد ہی اول درجہ کے لفٹنٹ تک ترقی کی اور اسکے بعد دوسرے برس کمانڈر ہوگیا -

قطب کی مہموں کا آغاز

۴۸ - سال کی عمر اور ۱۹ - برس بحری تجربہ کے بعد اس نے قطب جنوبی کی تحقیقات کے لیے روانہ ہونے کا ارادہ کیا - گو راستہ موت کے نیستان سے ہوتا ہوا گیا تھا ' مگر اسکو معلوم تھا کہ نامور کبھی بھی نہیں مرتے ' اور حیات جاوید موت کے منہ میں جاکر بھی قایم رہتی ہے - پس وہ پر شوق و بیخوف دل کے ساتھ - ۶ اگست - سنہ ۱۹۰۱ - کو کوس (Cawes) سے روانہ ہوا ' اور دوسرے سال برفستان میں داخل ہوگیا - آغاز سال ہی میں (کنگ ایڈورڈ دی ففتھ لنیڈ) دریافت ہوئی - اسکے بعد موسم سرما خلیج میکمرڈو (McMurdo Cay) میں گذرا - ۲ - نومبر کو پھر کوچ شروع کیا ' اور ایک بطی السیر ' طویل ' اور دشوار سفر کے بعد ۳۰ - دسمبر سنہ ۱۹۰۲ - کو عرض البلد کے ۸۲ - درجے اور ۱۷ - دقیقے تک پہنچ گیا -

دوسرا جاڑا بھی برفستان ہی میں کاٹا - اسکی متعدد مہموں کے اسفار کا نتیجہ وہ چند گراں قدر ترمیمیں تھیں ' جنکا بحر انٹلانٹیک کے نقشے میں اضافہ ہوا -

انکشاف کے دو درمیانی حلقے

سنہ ۴ - میں اسکاٹ کی واپسی کے بعد دو مہمیں اور روانہ ہوئیں -

گو ان دونوں مہموں کو اسکاٹ کے حالات سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ' مگر سلسلۂ اکتشاف کی تکمیل کے لیے انکا بیان ضروری ہے -

سر ارنیسٹ شیکلٹن (Sir Earnest Shackelton) نے انکشاف جنوبی کی غرض سے ایک مہم لیجانے کا ارادہ کیا - چنانچہ اپنے روپیہ اور چند دیگر احباب کی مالی مدد سے ایک مہم ترتیب دی - اور نمرڈ (Nimrod) نامی وھیلیر جہاز (Whaler) میں یکم جنوری سنہ ۱۹۰۸ - کو نیوزی لینڈ سے روانہ ہوگیا - اس مہم میں سب سے بڑی بات یہ تھی کہ پہلی مرتبہ موٹر کاریں استعمال کی گئیں ' جو تجربہ سے نہایت کار آمد ثابت ہوئیں -

اس مہم کے اہم ترین نتائج حسب ذیل ہیں :

(۱) پروفیسر داود (Pro. David) نے ماونٹ ایریبس (Mount Erebus) پر چڑھکے یہ دریافت کیا کہ اسکی چوٹی کی بلندی ۱۳ - ہزار ۳ - سو قدم - ہے - یہ ایک کوہ آتش فشاں کے دہانے کا کنارہ ہے ' اور اسکے غار (Abyss) کا عمق ۹ - سو قدم کے اندر ہے -

(۲) پروفیسر مذکور نے ۷۲۶۰ - قدم عروج ' ۷۲ - درجہ اور ۲۵ - دقیقے طول ' اور ۱۵۵ - درجے اور ۱۶ - دقیقے ش - عرض البلد پر قطب مقناطیسی کو دریافت کیا -

(۳) قطب کی طرف حملہ کیا گیا -

۲۹ - دسمبر سنہ ۱۹۰۸ - کو ۴ - آدمیوں کی ایک ٹولی ۹۱ - دن کی غذا اور بالاے برف چلنے والی گاڑیاں لیے روانہ ہوی ۲۶ - نومبر کو وہ اسکاٹ کی تحقیق کردہ جنوبی حد کو عبور کرگئے ' چند دن بعد تمام جانور مرگئے - آدمیوں نے خود گاڑیاں کھینچیں ' اور بڑی بڑی مصیبتیں اٹھائیں - سات دن میں بمشکل تمام بیرڈ مور (Beardmore) کے برفستانی تودوں (Glacier) کی چڑھائی کو کاٹکے حوالی قطب کے حدب (Plateau) میں آئے - اب منزل مقصود صرف ۹۷ - میل کے فاصلہ پر تھی ' اور بالکل ممکن تھا کہ وہاں تک پہنچ جاتے ' مگر غذا کی بے وقت کمی اور واپسی کی مسافت کی طوالت نے واپس ہو جانے پر مجبور کردیا -

اس مہم نے ۱۲۷ - دن میں عرض البلد کے ۸۸ - درجے ۲۳ دقیقے تک ۱۵۳۰ - جغرافی میل زمین دریافت کی -

امید سن (Amundsen) نے اولاً بحر ارطیق (Arctic) کی تیاری شروع کی ' مگر بعد کو نقشہ مہم بدلدیا ' اور ارطیق کے بدلے جنوب کی طرف روانہ ہوا - یہ مہم خلیج وھیلس (Whales Bay) میں ۱۳ - جنوری کو داخل ہوی -

اس نے کنگ ایڈورڈ دی ففتھ لینڈ کے قریب گریٹ باریر (Great Barrier) میں مرکز قائم کیا تھا -

تمام خزاں کا موسم سیل (ایک قسم کی مچھلی ہے : Seal) کی فراہمی ' اور کوچ کے لیے مجوزہ خطوط پر گوداموں کی تیاری میں صرف ہوگیا - نومبر میں جنوب کی مہم روانہ ہوئی - راستہ وکٹوریہ لینڈ کے پہاڑوں سے ہوتا ہوا گیا تھا ' اور بیس میل فی یوم کے حساب سے باریر (Barrier) کو قطع کیا ۱۰ - ہزار قدم چڑھائی کے بعد مہم حدب (Plateau) تک پہنچی - سفر کے بقیہ حصہ میں گرم ڈھالو زمین ملی ' جسکے بعد ۱۶ - دسمبر کو منزل قطب نمایاں ہوا اور جغرافی دنیا کی دیرینہ آرزو پوری ہوئی -

خوش قسمتی سے موسم ساز گار تھا - سفر واپسی بخیریت انجام پذیر ہوا اور مہم ۱۴ - جنوری سنہ ۱۹۱۲ - کو واپس پہنچ گئی -

مراسلات

تــركـــوں كـي مـالـي امـــداد

— * —

فوري طور پر صرف اوقاف سے ممکن ہے

— * —

(١) ساڑهے ساتهه کروڑ مسلمانان هند کي آبادي میں مجاهدین ترکونکي فوري مالي امداد کا مسئله ایک عقدۂ لا ینحل هو گیا هے - ایک طرف جب هم دیکهتے هیں که ترکونکي مالي امداد کے نا کافي رهنے سے اسلام کي حیات و ممات کا مسئله وابسته هے اور دوسري طرف جب هم متوسط اور غریب اصحاب کو اس قلیل عرصه میں کافي رقم کے جمع کرلینے پر قادر نہیں دیکهتے ' تو اس فوري امداد کا سوال اور بهي مشکل هو جاتا هے - ضرورت مقتضي هے که في الفور کئي کروڑ روپیه ترکوں کي امداد کیلیے مهیا هو جاوے - ممکن هے که قوم کے سربراورده اصحاب ایسي مالي امداد کے مهیا کرنے پر آماده بهي هو جاویں ' لیکن سوال تو وقت کا هے - یعني ضرورت آج هے اور امداد کا تهیه ایک مدت چاهتا هے - جس سے یهه خطره پیدا هوتا هے که خدا نخواسته تا " تریاق از عراق آورده شود مار گزیده مرده شود " کا مصداق نه هو جاے - ایسے تنگ اور نازک وقت میں اگر کوئي صورت اس فوري امداد کي مسلمانوں کے هاتهه میں باقي هے ' تو وه اسلامي اوقاف کے معزز همدرد متولیوں کي خاص نظر عنایت سے وابسته هے ' اور انکي ایسي با وقت مالي امداد اسلامي دنیا کے شکریه کي خاص طور پر مستحق هے - بشرطیکه وه اپنے اوقاف سے ایسی مالي امداد کے بهم پهونچانے میں تنگي وقت و ضرورت کو ملحوظ رکهکر عجلت سے کام لیویں -

(٢) یهي وه خاص وقت هے جسکے لیے اوقاف کے کروڑوں روپے کا بہتر استعمال کیا جاسکتا هے - اور خدا و رسول کے نزدیک معزز اور همدرد متولی ان اوقاف کي دهـه داري سے عهده برا هوسکتے هیں اور عند الناس مشکور -

(٣) اسلامي اوقاف کا بهترین مصرف اگر کوئي هوسکتا هے ' تو وه بالخصوص اسلامي روایات اور شان کا تحفظ - ترک اس وقت اسلامي روایات کے تحفظ کیلیے اپني جانوں کو قربان کر رهے هیں - ان اوقاف کي خطیر رقوم سے جنکا جائز مصرف اکثر مقامات میں ظهور پذیر نهونے سے آجتک بینکوں کي تحویل میں پڑا رهنا ضروري سمجها گیا هے ' ترکوں کو مالي امداد بهم پهونچانا ' ان اوقاف کا بهترین مصرف هے - رنگون ' بمبئي ' سورت ' الکته ' مدراس ' اجمیر شریف ' پاک پٹن شریف ' سرهند شریف ' پیران شریف ' تونسه شریف ' گولڑه شریف ' دهلي ' لاهور ' پشاور ' و دیگر جمله شهروں و قصبوں کے متولیوں اور مقدس انفاس سجاده نشینوں اور پیروں سے نهایت اخلاص اور عاجزي کیساتهه استدعا کیجاتي هے که اپنے اپنے اسلامي اوقاف کي گراں بها رقوم کو هفته عشره کے اندر اندر ترکوں کي مالي امداد میں منتقل کرنے میں عجلت سے کام لینگے - کیونکه اسوقت غنیم یعني عدوے اسلام کو تمام دنیا کے گرجوں اور کلیساؤں سے روز مره بیش از بیش رقوم فراهم هو هو کر پهنچ رهي هیں -

(٤) معزول سلطان عبد الحمید خان غازي اپني بیش بہا فراهم کرده رقوم کو جو جرمني کے بینکوں میں جمع تهیں ' ترکوں کي امداد میں دیکر اسلامي دنیا کے لیے ایک قابل تقلید مثال قایم کرچکے هیں - اور ایک معزول سلطان کا اپنے معزول کنندونکي امداد میں اپني کل فراهم کرده رقوم کا دیدینا اس امر کي بین دلیل هے که معزول سلطان نے اپنے غازیوں کو خطرے کي حالت میں دیکهکر یه امداد نہیں کي ' بلکه اسلامي کشتي کو خطرے میں دیکهکر -

(٥) اسلامي اخباروں اور رسالوں سے هماري عاجزانه درخواست هے که اس استدعا کو جلد سے جلد اپني قابل رایوں کیساتهه اپنے اخباروں اور رسالوں میں شائع کرکے عند الله و عند الرسول ما جور رهوں -

ڈاکٹر ایم - اے - سعید انصاري - بي - ایم - ایس - سي
سکریٹري هلال احمر شمله

فهـــرست

زر اعانـــۂ دولت علیۂ اسلامیـــه

—:❀:—

(١٥)

ان الله اشتري من المومنین انفسهم و اموالهم ' بان لهم الجنة

	پائي	آنه	روپيه
بذریعه قافله مولوي سهاب الدین صاحب			
نقد	-	٢	٥٧
قرآن شریف دو جلد - میکل چاندي ١٠ عدد - جهومر چاندي ٣ جوڑے - پاله خورد چاندي ٢ عدد - بٹن زنجیر دار چاندي ٣ عدد - بالیاں چاندي ١٢ عدد بالي سونیکي ایک عدد - کانپهول چاندي ٢ عدد - انگشتري ١٩ عدد خورد و کلاں - سونیکا بلاق ایک عدد - سونیکے ناک پهول ٣ عد - گهڑي ٢ عدد ٹائم پس - ساڑي ایک عدد ریشمي بدڑسي - کرتا ایک عدد گرم			
بذریعه سید حسین خانصاحب - برداوان پٹنه			
نقد (جو زیورات فروخت کرکے ادا کیا گیا)	٩	٥	٢٣
... پٹنه	٦	٧	١٢
... حسین صاحب ...	-	-	١
...	-	-	١
...	٦	١٢	١
بذریعه حافظ ظهیر احمد صاحب مختار بدماه	-	-	٧٥
بذریعه عبد الحمید خانصاحب - از میچا - مونگیر	-	-	٢٧٥
بذریعه خدا بخش ' نبي بخش ' قاسم علي خان - سکندر علي خان - عبد الرحیم خانصاحب بزرگان مودا - مسیارپور	-	-	٢٠٠
بذریعه عبد علي ' و عطا محمد صاحب - هوشیارپور	-	-	١٢٠
بذریعه سید احمد حسین صاحب بواهٹ گنج	-	٤	١٣
حاجي محمد یوسف صاحب مدراس	-	-	١٠
ولي حسین صاحب ...	-	-	٣
محمد حسن صاحب اله اباد	-	-	١
عبد الرحمن صاحب ... اله اباد	-	-	٣
میزان	٩	١٥	٧٩٧
میزان سابق	٦	٧	١٣٠٤٨
میزان کل	٣	٧	١٣٨٤٦

PRINTED & Published by A. K. AZAD, at The HILAL Electrical Prtg. Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA